115

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،29۔ ستمبر 2006

1۔ تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

2۔ سوالات (محکمہ جات زراعت وزرعی مارکیٹنگ)

i۔ نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

ii۔ غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

سرکاری کارروائی

ہنگامی قانون

(جو پیش ہوا)

ہنگامی قانون (ترمیم) یونیورسٹی آف ایجوکیشن لاہور مجریہ 2006

برائے ایجنڈا 28۔ ستمبر 2006 کی بقیہ کارروائی اگر کوئی ہو

117

صوبائی اسمبلی پنجاب

چودھویں اسمبلی کا چھبیسواں اجلاس

جمعتہ المبارک، 29- ستمبر 2006

(یوم الجمع، 5- رمضان المبارک 1427ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 9 بج کر 9 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر چودھری محمد افضل ساہی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم o

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o

خَلَقَ الْإِنسَانَ مِن
صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ﴿١٤﴾ وَخَلَقَ الْجَانَّ مِن مَّارِجٍ مِّن
نَّارٍ ﴿١٥﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿١٦﴾ رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ
وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ ﴿١٧﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿١٨﴾
مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ ﴿١٩﴾ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيَانِ ﴿٢٠﴾
فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٢١﴾ يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَ
الْمَرْجَانُ ﴿٢٢﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٢٣﴾
وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنشَآتُ فِي الْبَحْرِ كَالْأَعْلَامِ ﴿٢٤﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ
رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٢٥﴾

سورة الرَّحمٰن آیات 14 تا 25

اسی نے انسان کو ٹھیکرے کی طرح کھنکھناتی مٹی سے بنایا (14) اور جنات کو آگ کے شعلے سے پیدا کیا (15) تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ (16) وہی دونوں مشرقوں اور دونوں مغربوں کا مالک (ہے) (17) تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ (18) اسی نے دو دریا رواں کئے جو آپس میں ملتے ہیں (19) دونوں میں ایک آڑ ہے کہ (اس سے) تجاوز نہیں کر سکتے (20) تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ (21) دونوں دریاؤں سے موتی اور مونگے نکلتے ہیں (22) تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی

نعمت کو جھٹلاؤ گے؟(23)اور جہاز بھی اسی کے ہیں جو دریا میں پہاڑوں کی طرح اونچے کھڑے ہوتے ہیں(24)تو
تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟(25) **وما علینا الا البلاغ o**

پوائنٹ آف آرڈر

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج محکمہ جات زراعت اور زرعی مارکیٹنگ کے بارے میں سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ جی، جناب ارشد محمود بگو صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

رومن کیتھولک اور کیتھولک عیسائیوں کے سربراہ کی جانب سے حضور نبی کریم ﷺ کے متعلق ہرزہ سرائی کے خلاف قرارداد مذمت پاس کرنے کا مطالبہ

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں ایک اہم مسئلے کی طرف اس ایوان کی اور اس اسمبلی کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں۔ پچھلے کچھ عرصہ پہلے رومن کیتھولک چرچ کے پاپائے روم ویٹیگن اور کیتھولک عیسائیوں کے سربراہ نے حضور نبی کریم ﷺ کے متعلق جو ہرزہ سرائی کی ہے میں سمجھتا ہوں کہ آج کے اس دور میں جس طرح حکمرانوں کی طرف سے بے حسی کا مظاہرہ کیا جا رہا ہے مجھے اس حوالے سے حضور نبی کریم ﷺ کی ایک حدیث یاد آتی ہے جو میں یہاں ضرور quote کرنا چاہتا ہوں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ لوگ برائی کو دیکھ کر، بُرے کاموں کو دیکھ کر اور ایسی بیہودہ گفتگوؤں کو دیکھ کر خاموشی اختیار کریں گے اور دل میں اس کو بُرا محسوس کریں گے اور میرے دور کے صحابہ جتنا ان کا درجہ ہو گا جو دل میں یہ سمجھیں کہ یہ غلط بات ہے تو صحابہ نے کہا کہ یا رسول اللہ ایسا دور بھی آئے گا؟ فرمایا ہاں، ایسا دور بھی آئے گا۔ آج ایسا دور ہی ہے کہ ایک ایسا شخص جو عیسائی کمیونٹی میں معتبر ہے اور اس کا لب ولہجہ یہ ہے کہ اس نے حضور نبی کریم ﷺ اور اسلام کے متعلق یہ کہا ہے کہ یہ اسلام تلوار سے پھیلا ہے اور یہ دہشت گردی پر مبنی مذہب ہے۔ میں آپ کی خدمت میں یہ درخواست کروں گا کہ اس سلسلہ میں اس ہاؤس سے ایک قرارداد مذمت پاس ہونی چاہئے تاکہ یہ پیغام وہاں تک بھی پہنچے اور ہمارے ایمان اور ہمارا حضور ﷺ اور اسلام کے ساتھ جو تعلق ہے اس کے حوالے سے بھی اس کو highlight ہونا چاہئے۔ شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ بگو صاحب! جیسا کہ آپ کو علم ہے کہ کل یہ مسئلہ آپ نے ایڈوائزری کمیٹی میں بھی take up کیا تھا اور لاء منسٹر صاحب نے کہا تھا کہ کل اس پر کوئی بات کر کے متفقہ طور پر قرارداد لانے کی کوشش کریں گے۔ لاء منسٹر صاحب ابھی تشریف فرما نہیں ہیں۔ آتے ہیں تو آپ ان کے چیمبر یا ان سے ادھر ہی لابی میں بات کر لیں اور اسے متفقہ طور پر لے آئیں۔ میرا خیال ہے کہ اس پر کسی کو کوئی اعتراض تو نہیں ہونا چاہئے۔

جناب ارشد محمود بگو: ٹھیک ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر وسیم صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں آپ کی تحسین کرتا ہوں کہ آج آپ بروقت تشریف لائے اور آپ نے اجلاس کو شروع کروادیا۔ کل کا اجلاس بھی کوئی گھنٹے، ڈیڑھ گھنٹے کی تاخیر سے شروع ہوا تھا تو یہ ایک اچھی روایت ہے۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! کل پتا ہے، بگو صاحب بھی ادھر بیٹھے ہوئے تھے، وہ ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ کی وجہ سے لیٹ شروع ہوا تھا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: بہر حال یہ آپ نے جو روایت قائم کی ہے یہ بہت اچھی ہے۔ اس کو جاری رہنا چاہئے تاکہ بروقت اجلاس شروع ہو اور بروقت ختم ہو سکے۔

سوالات

(محکمہ جات زراعت و زرعی مارکیٹنگ)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: شکریہ۔ اب یہ سوال میاں خالد محمود کی طرف سے ہے۔

راجہ ریاض احمد: On his behalf Q.No.3837

جناب سپیکر: On his behalf راجہ ریاض احمد صاحب، سوال نمبر 3837، جواب پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے؟

راجہ ریاض احمد: جی۔

صوبہ میں 2001تا2003پختہ کئے گئے کھالوں
اور اخراجات کی تفصیلات

*3837 میاں خالد محمود: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سال 2001 سے اب تک صوبہ بھر میں آبپاشی کے کتنے کھالوں کو پختہ کیا گیا ہے؟

(ب) اگر کیا گیا ہے تو ان کھالوں کی مجموعی لمبائی اور حکومت کی طرف سے برداشت کئے گئے اخراجات کی تفصیل ضلع وار بیان کی جائے؟

وزیر زراعت:

(الف) سال 2001 سے تا حال صوبہ پنجاب میں ضلعی حکومتوں کے زیر نگرانی اصلاح آبپاشی کے تحت 1153 ریگولر اور 371 ایڈیشنل آبپاش کھالوں کو پختہ کیا گیا ہے۔

(ب) محکمہ زراعت شعبہ اصلاح آبپاشی نے گزشتہ تین سالوں میں جو صوبہ بھر میں آبپاش کھالوں کی اصلاح و تجدید کی ان کی مجموعی لمبائی اور اخراجات کی ضلع وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! اس سوال کے جواب میں انھوں نے کہا ہے کہ "ضلعی حکومتوں کے زیر نگرانی اصلاح آبپاشی کے تحت 1153 ریگولر اور 371 ایڈیشنل آبپاش کھالوں کو پختہ کیا گیا ہے"۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ان پر کتنی مالیت خرچ ہوئی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر زراعت!

وزیر زراعت: جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا ہے۔ جیسا کہ راجہ صاحب نے کہا ہے تو اس پر جو unapproved کھالہ جات تھے وہ 1107 تھے اور جن کی لائننگ کی گئی، جن کو amend or repair کیا گیا وہ 371 تھے۔ اس پر کل لاگت 46 کروڑ، 27 لاکھ اور کچھ ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، ڈاکٹر وسیم اختر!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں نے یہ پوچھا تھا کہ یہ کل کھالوں کی تعداد بتا سکتے ہیں کہ پنجاب کے اندر ریگولر کتنے کھالے ہیں اور ایڈیشنل کتنے کھالے ہیں اس سے اندازہ ہو جائے گا کہ پچھلے چار پانچ سالوں میں ان کی کیا کارکردگی رہی ہے؟

جناب سپیکر: جو پختہ کئے ہیں وہ تو انھوں نے تعداد بتادی ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: نہیں، میں یہ پوچھ رہا ہوں کہ پنجاب کے اندر ٹوٹل کتنے کھالے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر زراعت! کوئی اندازہ ہے کہ پنجاب کے اندر جو ٹوٹل کچے کھالے ہیں وہ کتنے ہیں؟

وزیر زراعت: جناب سپیکر! پنجاب میں 56 ہزار واٹر کورسز ہیں۔

راجہ ریاض احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، راجہ صاحب فرمائیے!

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بات کرنے کی اجازت دی۔ 2001 کی بات آج ہم 2006 میں کر رہے ہیں۔ چار چار سال پرانے سوالات کے حوالے سے ہم یہاں پر باتیں کرتے ہیں جبکہ اصل صورتحال اس سے بالکل مختلف ہوتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اسمبلی کا وقت ضائع کرنے کے مترادف ہے۔

جناب سپیکر: ابھی تو وزیر صاحب نے جواب دینا ہے، وہ لازماً latest صورتحال کے بارے آگاہ فرمائیں گے۔

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ اگر آپ کے ہوتے ہوئے ایک یہ نیک کام ہو جائے۔ آپ کوئی ایسا سسٹم بنوادیں کہ اگر آج سوال دیا ہے تو دو تین مہینے میں اس کا جواب آ جائے۔ ہم یہی دیکھ رہے ہیں کہ تین تین، چار چار سال بعد جوابات آتے ہیں۔ اگر آپ جانے سے پہلے یہ نیک کام کر جائیں تو بہتر ہو گا کیونکہ اب آپ کے جانے کا وقت آ رہا ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اگلا سوال سید احسان اللہ وقاص صاحب کا ہے۔

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! ان کے ایماء پر سوال نمبر 6480۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور میں واقع سبزی و فروٹ مارکیٹوں
اور چیئرمین/ایڈمنسٹریٹرز سے متعلقہ تفصیلات

*6480 سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر زرعی مارکیٹنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) لاہور میں سبزی اور فروٹ مارکیٹیں کہاں کہاں واقع ہیں، ہر مارکیٹ میں کتنی دکانیں ہیں اور کتنے رقبہ پر محیط ہیں ان مارکیٹ کمیٹیوں کے چیئرمین /ایڈمنسٹریٹر کون کون ہیں، چیئرمین/ایڈمنسٹریٹر کب منتخب / مقرر ہوئے اور انہیں کتنا کتنا اعزازیہ ماہانہ دیا جاتا ہے نیز انہیں کیا کیا مالی و دیگر سہولیات حاصل ہیں؟

(ب) مارکیٹ کمیٹیوں کے چیئرمین / وائس چیئرمین میں سے کتنے افراد پہلی مرتبہ کسی کمیٹی کے چیئرمین منتخب ہوئے، کیا یہ چیئرمین اس سے قبل کسی بھی مارکیٹ کمیٹی کے کبھی ممبر بھی رہے یا ان کا ان مارکیٹس میں کاروبار کرنے کا کوئی بھی تجربہ تھا؟

(ج) گزشتہ تین سال میں ان مارکیٹس میں کیا کیا ترقیاتی کام کروائے گئے خرچ اور پراجیکٹ کی تفصیل سے مطلع فرمائیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان تمام سبزی اور فروٹ مارکیٹس کی سڑکات تباہ حال ہیں ہر وقت گندگی کے ڈھیر لگے رہتے ہیں اور تمام مارکیٹس میں بڑے پیمانے پر منتھلیاں وصول کر کے ناجائز قبضے اور تھڑے الاٹ کئے گئے ہیں؟

وزیر زرعی مارکیٹنگ:

(الف) لاہور میں سبزی اور فروٹ مارکیٹس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام مارکیٹ	تعداد دکانات	رقبہ کنال
1۔	سبزی منڈی راوی لنک روڈ لاہور	76	205
2۔	پھل منڈی راوی لنک روڈ لاہور	135	__
3۔	سبزی منڈی نزد ریلوے پھاٹک کوٹ لکھپت لاہور	124	117
4۔	پھل منڈی نزد ریلوے پھاٹک کوٹ لکھپت لاہور	103	__
5۔	سبزی منڈی علامہ اقبال ٹاؤن ملتان روڈ لاہور	119	52
6۔	پھل منڈی علامہ اقبال ٹاؤن ملتان روڈ لاہور	85	__
7۔	سبزی منڈی جی ٹی روڈ سنگھ پورہ لاہور	58	11.5

لاہور میں واقع مارکیٹ کمیٹیوں کے چیئرمین/وائس چیئرمین کے نام، تاریخ تقرری واعزازیہ ودیگر مالی سہولیات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام مارکیٹ کمیٹی	نام چیئرمین/ایڈمنسٹریٹر	تاریخ تقرری	ماہانہ اعزازیہ (روپے)	دیگر مالی سہولیت
1	مارکیٹ کمیٹی لاہور	میاں طلعت احمد چیئرمین	04-02-02	2000.00	Nil
2	مارکیٹ کمیٹی کوٹ لکھپت	محمد اکرم وڑائچ چیئرمین	02-02-02	1500.00	Nil
3	مارکیٹ کمیٹی ملتان روڈ لاہور	ملک محمد اصغر چیئرمین	18-02-02	1000.00	Nil
4	مارکیٹ کمیٹی سنگھ پورہ لاہور	نصیر احمد سماں ایڈمنسٹریٹر	14-06-04	250.00	Nil

(ب) لاہور کی تمام مارکیٹ کمیٹیوں کے ایڈمنسٹریٹر/چیئرمین/وائس چیئرمین پہلی مرتبہ منتخب ہوئے ہیں اور اس سے قبل وہ کسی بھی مارکیٹ کمیٹی کے کبھی ممبر نہیں رہے اور نہ ہی ان کا ان مارکیٹس میں کاروبار کرنے کا کوئی بھی تجربہ تھا۔

(ج) مارکیٹ کمیٹی لاہور، کوٹ لکھپت، سنگھ پورہ اور ملتان روڈ نے گزشتہ تین سالوں میں جو ترقیاتی کام کروائے ان کی تفصیل درج ذیل ہے:-

مارکیٹ کمیٹی لاہور

نمبر شمار	سال	نام ترقیاتی کام	لاگت روپے
1۔	2001-02	تعمیر ریمپ در سبزی و پھل منڈی راوی لنک روڈ لاہور	452600.00
2۔		تعمیر آر سی سلیب سبزی و پھل منڈی راوی لنک روڈ لاہور	560300.00
3۔		تعمیر پلیٹ فارم سبزی منڈی راوی لنک روڈ لاہور	566200.00
4۔		تعمیر پلیٹ فارم پھل منڈی راوی لنک روڈ لاہور	312700.00
5۔		تعمیر ٹو وال پلیٹ فارم پھل منڈی راوی لنک روڈ لاہور	813600.00
6۔		تعمیر آر سی سلیب برائے ڈرین سبزی منڈی و پھل منڈی راوی لنک روڈ لاہور	348100.00
7۔		تعمیر آر سی سلیب سبزی و پھل منڈی راوی لنک روڈ لاہور	89300.00
8۔		مرمت سب آفس پھل منڈی راوی لنک روڈ لاہور	40000.00
9۔	2002-03	تعمیر چار دیواری سبزی و پھل منڈی سنگھ پورہ لاہور	256600.00
10۔		تعمیر چار دیواری سائیکل سٹینڈ سبزی و پھل منڈی	47100.00
11۔	2003-04	صفائی پرانی ڈرین سبزی و پھل منڈی راوی لنک روڈ لاہور	3118600.00
12۔		فراہمی 30 ڈایا آر۔سی۔سی۔ پائپ پرانی ڈرین سبزی و پھل منڈی راوی لنک روڈ لاہور	5656261.00
13۔		تعمیر 3 فٹ سپین ڈرین میوہ منڈی راوی لنک روڈ لاہور	1955168.00

14۔	تعمیر برک مشینری ولفٹ سٹیشن در سبزی و پھل منڈی راوی لنک روڈ لاہور		6790868.00
15۔	2004-05 صفائی پرانی ڈرین (Desilting o fold Drain) سبزی و پھل منڈی راوی لنک روڈ لاہور		1126598.00
16۔	تعمیر کرنا نالی تین فٹ چوڑی (3-Span Drain) فروٹ منڈی راوی لنک روڈ لاہور		363972.00
17۔	تعمیر لفٹ سٹیشن مع چنائی اینٹ (Lift Station with brick masonary) سبزی و پھل منڈی راوی لنک روڈ لاہور		1936876.00
18۔	تعمیر کرنا/ بچھانا 30، ڈایا R.C.C پائپ سبزی و پھل منڈی راوی لنک روڈ لاہور		1890620.00

مارکیٹ کمیٹی کوٹ لکھپت

نمبر شمار	سال	نام ترقیاتی کام	لاگت روپے
1۔	2001-02	NIL	NIL
2۔	2002-03	تعمیر سڑکات فیز 1 ڈرین سیوریج واٹر سپلائی وغیرہ سبزی و پھل منڈی کوٹ لکھپت	5422514
3۔	2003-04	تعمیر سڑکات فیز II اور ڈرین سیوریج وغیرہ سبزی و پھل منڈی کوٹ لکھپت	6644570
4۔	2004-05	تعمیر سڑک R.C.C روڈ (Phase III) سبزی منڈی کوٹ لکھپت لاہور	34740.00

(د) یہ درست نہ ہے۔ سبزی و پھل منڈی کوٹ لکھپت کی سڑکوں کی تعمیر نو کی گئی ہے اور وہاں پر مرکزی سڑک آر۔ سی۔ سی کی تعمیر کی گئی ہے۔ جہاں تک سبزی و پھل منڈی ملتان روڈ اور سنگھ پورہ کا تعلق ہے، ان سڑکات کی حالت تسلی بخش ہے، البتہ سبزی و پھل منڈی راوی لنک روڈ لاہور کی سڑکات کی حالت جزوی طور پر بہتر نہ ہے۔ پھل و سبزی منڈی راوی روڈ اور کوٹ لکھپت لاہور کی صفائی کا ٹھیکہ پرائیویٹ کمپنی کے حوالے کیا گیا ہے اور صفائی کی صورتحال بہتر ہو رہی ہے۔ ان تمام مارکیٹس میں روزانہ کی بنیاد پر صفائی کی جاتی ہے اور صفائی کی صورتحال تسلی بخش ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! جواب کے جز (ب) میں یا تو پردہ پوشی کی گئی ہے یا پھر ان کے علم میں نہیں ہے۔ جواب کے جز (ب) میں کہا گیا ہے کہ ”لاہور کی تمام مارکیٹ کمیٹیوں کے ایڈمنسٹریٹر/ چیئرمین/ وائس چیئرمین پہلی مرتبہ منتخب ہوئے ہیں اور اس سے قبل وہ کسی بھی مارکیٹ کمیٹی کے کبھی ممبر رہے اور نہ ہی ان کا ان مارکیٹس میں کاروبار کرنے کا کوئی تجربہ تھا۔“

نمبر 4 پر مارکیٹ کمیٹی سنگھ پورہ لاہور کے جو ایڈمنسٹریٹر ہیں وہ گجرات میں بھی تین سال تک ایڈمنسٹریٹر رہ چکے ہیں۔ مجھے یہ بھی بتایا جائے کہ کون کون سے ایڈمنسٹریٹر سبز رنگ والی نمبر پلیٹ استعمال کرتے ہیں؟

جناب سپیکر: سماں صاحب آپ کا ضمنی سوال کیا ہوا؟

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب والا! محکمہ کی طرف سے غلط جواب دیا گیا ہے۔ وزیر صاحب فرمائیں کہ ایسا کیوں کیا گیا ہے؟

جناب سپیکر: کیا متعلقہ محکمہ مارکیٹ کمیٹی کے وزیر صاحب تشریف فرما ہیں، میرے خیال میں وہ تشریف فرما نہیں ہیں۔ لودھی صاحب! کیا اس کا جواب بھی آپ نے ہی دینا ہے؟

وزیر زراعت: نہیں، جناب! یہ سوال میرے محکمہ سے متعلقہ ہے اور نہ ہی میرے ذمہ لگایا گیا ہے۔

جناب سپیکر: سماں صاحب! متعلقہ وزیر صاحب اس وقت تشریف فرما نہیں ہیں، تو کیا اس سوال کو pending کر لیں؟

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ حکومت کی دلچسپی اور ذمہ داری کا آپ خود اندازہ لگا لیں کہ ایک وزیر صاحب جن کے محکمہ سے متعلق آج سوالات ہیں وہ بھی تشریف نہیں لائے تو پھر ہمارے یہاں پر بیٹھنے کا کیا فائدہ ہے؟ آپ اس بارے میں کوئی رولنگ یا ہدایات جاری فرمائیں۔

جناب سپیکر: وزیر قانون صاحب وزراء کو پابند کریں کہ وہ ہاؤس میں بروقت تشریف لائیں۔ کم از کم جن وزراء صاحبان کے محکمہ جات سے متعلقہ سوالات ہوں انھیں بروقت ہاؤس میں پہنچنا چاہئے۔ اس وقت 9:25 ہو چکے ہیں لیکن ابھی تک مارکیٹ کمیٹی سے متعلقہ وزیر صاحب تشریف نہیں لائے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! یہ بہت اہم سوالات ہیں لہذا ان کو pending کر دیا جائے۔ جب تک وزیر صاحب تشریف نہیں لاتے انھیں pending کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے سوال نمبر 6480 کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال سید احسان اللہ وقاص صاحب کا ہے۔ وہ تشریف نہیں رکھتے لہذا ان کا سوال dispose of ہوا۔ اگلا سوال جناب سمیع اللہ خان صاحب کا ہے۔

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! ان کے ایماء پر سوال نمبر 6503۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

مارکیٹ کمیٹی بادامی باغ لاہور، 2000 تا حال، چیئرمین/ایڈمنسٹریٹر سٹاف اور آمدن و خرچ کی تفصیلات

*6503 جناب سمیع اللہ خان: کیا وزیر زرعی مارکیٹنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سال 2000 سے آج تک مارکیٹ کمیٹی بادامی باغ لاہور میں کس کس کو کب اور کس کس کی سفارش پر چیئرمین /ایڈمنسٹریٹر مقرر کیا گیا، ان کا عرصہ تقرری کیا ہے؟

(ب) اس عرصہ کے دوران کتنی آمدنی ہوئی اور کتنا خرچ ہوا؟

(ج) مارکیٹ کمیٹی بادامی باغ لاہور کی منظور شدہ اسامیوں کی تعداد کیا ہے، اس عرصہ کے دوران کتنی تقرریاں غیر قانونی کی گئیں؟

(د) اس عرصہ کے دوران کون کون سے ترقیاتی منصوبے مارکیٹ کمیٹی کے فنڈز سے کتنی کتنی لاگت سے مکمل ہوئے اور کتنے منصوبے نامکمل رہے تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر زرعی مارکیٹنگ:

(الف) سال 2000 سے تاحال حسب ذیل افراد بطور چیئرمین /ایڈمنسٹریٹر مارکیٹ کمیٹی بادامی باغ لاہور مقرر ہوئے۔

نام	عہدہ	عرصہ	کیفیت
کیپٹن (ریٹائرڈ) عارف ندیم	ایڈمنسٹریٹر ڈپٹی کمشنر لاہور	01-11-99 تا 27-01-01	حکومت پنجاب محکمہ زراعت کے احکامات کے تحت
جناب حسین نواز تارڑ	ایڈمنسٹریٹر ڈپٹی کمشنر لاہور	08-01-01 تا 27-07-01	۔ایضاً۔
کیپٹن ریٹائرڈ نسیم نواز	ایڈمنسٹریٹر ڈپٹی کمشنر لاہور	27-07-01 تا 13-08-01	۔ایضاً۔
میاں عامر محمود	ایڈمنسٹریٹر ضلعی ناظم لاہور	06-09-01 تا 03-03-02	۔ایضاً۔

میاں طلعت احمد	چیئرمین	18-05-05تا04-02-02	مارکیٹ کمیٹی لاہور کی تشکیل شدہ کمیٹی سے باقاعدہ منتخب شدہ
چودھری ظہیر احمد	ایڈمنسٹریٹر	19-05-05تا حال	حکومت پنجاب محکمہ زراعت کے احکامات کے تحت

(ب) آمدن اور اخراجات کی تفصیل از سال 2000-1999تا05-2004حسب ذیل ہے:۔

سال	آمدن	اخراجات
1999-00	38263373.72	11519884.13
2000-01	27520401.00	9173018.00
2001-02	21528574.00	33150170.00
2002-03	23823107.00	17943167.00
2003-04	21599177.00	33863094.00
2004-05	20819433.00	31354159.00

(ج) مارکیٹ کمیٹی بادامی باغ لاہور کی منظور شدہ اسامیوں کی تعداد 75 ہے تاہم اس عرصہ کے دوران کوئی غیر قانونی تقرری نہ کی گئی ہے، اسامیوں کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	نام اسامی	BS	تعداد
1۔	سیکرٹری	17	1
2۔	سپرنٹنڈنٹ	15	1
3۔	سب انجنیئر	11	1
4۔	چیف انسپکٹر	15	1
5۔	اکاؤنٹنٹ	11	1
6۔	ہیڈ کلرک	11	1
7۔	انسپکٹر	11	4
8۔	سب انسپکٹر	07	20
9۔	سینئر کلرک	07	1
10۔	جونیئر کلرک	5	2
11۔	آکشینر	05	3
12۔	ٹیوب ویل آپریٹر	02	2
13۔	بیلدار	1	20
14۔	ٹریفک کنٹرولر	2	8
15۔	الیکٹریشن	5	1
16۔	ڈرائیور	5	1

17۔	سویپر	1	1
18۔	نائب قاصد	1	4
19۔	چوکیدار	1	2
	کل تعداد		75

(د) اس عرصہ کے دوران جو ترقیاتی منصوبے مکمل ہوئے ان کی تفصیل حسب ذیل ہے تاہم کوئی منصوبہ نامکمل نہیں رہا۔

سال	نام ترقیاتی کام	رقم روپے
1999-00	تعمیر لیٹرین و باتھ روم(Latrine and bath room) سبزی و پھل منڈی سنگھ پورہ لاہور	21800.00
	تعمیر چاردیواری و گیٹ boundry wall and gate piller سبزی و پھل منڈی سنگھ پورہ لاہور	500000.00
	تعمیر کرنا چاردیواری و سائیکل اسٹینڈ (Boundry wall) سبزی و پھل منڈی سنگھ پورہ لاہور	20,000.00
	فراہمی سب آفس(Sub office) سبزی و پھل منڈی سنگھ پورہ لاہور	442000.00
	فراہمی سٹریٹ لائٹ (Street light) سبزی و پھل منڈی سنگھ پورہ لاہور	736000.00
	فراہمی واٹر سپلائی (Water supply) فیز II سبزی و پھل منڈی سنگھ پورہ لاہور	300000.00
	میزان	2019800.00

سال	نام ترقیاتی کام	رقم روپے
2000-01	NIL	NIL
2001-02	تعمیر ریمپ سبزی و پھل منڈی راوی لنک روڈ لاہور	452600.00
	تعمیر R.C.C سلیب سبزی و پھل منڈی راوی لنک روڈ لاہور	560300.00
	تعمیر berms پلیٹ فارم سبزی منڈی راوی لنک روڈ لاہور	566200.00
	تعمیر berms پلیٹ فارم پھل منڈی راوی لنک روڈ لاہور	312700.00
	تعمیر ٹو وال(Toe wall) پلیٹ فارم پھل منڈی راوی لنک روڈ لاہور	813600.00
	تعمیر R.C.C.slab برائے ڈرین سبزی منڈی و پھل منڈی راوی لنک روڈ لاہور	348100.00
	تعمیر بقیہ R.C.C.slab سبزی و پھل منڈی راوی لنک روڈ لاہور	89300.00
	مرمت سب آفس(Repair of sub office) فروٹ منڈی راوی لنک روڈ لاہور	40000.00
	میزان	3182800.00

2002-03 تعمیر چاردیواری (boundry wall) سبزی و پھل منڈی سنگھ پورہ لاہور۔	256600.00
تعمیر چاردیواری (boundry wall) سائیکل سٹینڈ سبزی و پھل راوی لنک روڈ لاہور	47100.00
میزان	303700.00
2003-04 صفائی پرانی ڈرین سبزی و پھل منڈی راوی لنک روڈ لاہور	3118600.00
فراہمی "30 ڈایا R.C.C پائپ پرانی ڈرین سبزی و پھل منڈی راوی لنک روڈ لاہور	5656261.00
تعمیر 3 فٹ چوڑی نالی (3 span drain) میوہ منڈی راوی لنک روڈ لاہور	1955168.00
تعمیر لفٹ سٹیشن مع چنائی اینٹ lift station with brick masonary سبزی و پھل منڈی راوی لنک روڈ لاہور	6790868.00
میزان	175208971.00
2004-05 صفائی پرانی ڈرین (desilting of old drain) سبزی و پھل منڈی راوی لنک روڈ لاہور	1126598.00
تعمیر کرنا نالی تین فٹ چوڑی (3 span drain) فروٹ منڈی راوی لنک روڈ لاہور	363972.00
تعمیر لفٹ سٹیشن مع چنائی اینٹ (lift station With brick masonary) سبزی و پھل منڈی راوی لنک روڈ لاہور	1936876.00
تعمیر کرنا / بچھانا 30 ڈایا R.C.C پائپ سبزی و پھل منڈی	1890620.00
میزان	5318066.00

جناب سپیکر: آج لگتا ہے کہ راجہ صاحب تیاری کر کے آئے ہیں۔

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! ہماری تیاری کس کام کی ہے یہاں تو متعلقہ وزیر صاحب ہی تشریف نہیں لائے۔

جناب سپیکر: کوئی بات نہیں ہم اسے pending کر لیتے ہیں اور ان کے آنے پر take up کر لیں گے تو سوال نمبر 6503 کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال ملک اصغر علی قیصر صاحب کا ہے۔

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! ان کے ایماء پر سوال نمبر 6531۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

رائس ریسرچ سٹیشن کالا شاہ کاکو، سٹاف، ریسرچ فیلوز، بجٹ اور آمدن و خرچ کی تفصیل

*6531: **ملک اصغر علی قیصر**: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) رائس چاول ریسرچ سٹیشن کالا شاہ کاکو (شیخوپورہ) کب قائم کیا گیا، اس فارم پر ریسرچ کے نتیجہ میں چاول کی کون کون سی اقسام صوبہ پنجاب کے موسمی حالات اور کاروباری تقاضوں کو سامنے رکھ کر تیار کی گئی ہیں اور اس ریسرچ فارم کی تحقیقات کے نتیجہ میں چاول کی فی ایکڑ پیداوار میں کتنا اضافہ ہوا ہے آخری ریسرچ کب منظر عام پر لائی گئی؟

(ب) اس ریسرچ سٹیشن پر کتنے ملازمین ہیں، ان میں کتنے ریسرچ فیلوز ہیں اور ان ریسرچ فیلوز کی تعلیمی قابلیت کیا ہے، کیا ان ریسرچ فیلوز میں پی ایچ ڈی ہولڈرز بھی شامل ہیں، کیا ان کی تحقیقات بین الاقوامی تحقیقاتی زرعی جرنلز میں کبھی شائع ہوئی ہیں؟

(ج) اس ریسرچ سٹیشن کا سالانہ بجٹ کیا ہے، 04-2003 سے بجٹ میں کتنی رقم رکھی گئی، کتنی خرچ ہو گئی اگر کوئی آمدنی کے بھی ذرائع ہیں تو کیا ہیں اس عرصہ میں کتنی آمدنی ہوئی؟

وزیر زراعت:

(الف) چاول ریسرچ سٹیشن کالا شاہ کاکو شیخوپورہ 1926 میں قائم ہوا۔ اس فارم پر ریسرچ کے نتیجے میں صوبہ پنجاب کے موسمی حالات اور کاروباری تقاضوں کو سامنے رکھ کر 1933 سے لے کر 2000 تک باسمتی اور موٹے چاول کی سترہ اقسام تیار کی گئیں اس وقت مندرجہ ذیل اقسام زیر کاشت ہیں:۔

باسمتی 370، باسمتی پاک (کرنل)، آئی آر 6، باسمتی 198، کے ایس 282،
باسمتی 385، سپر باسمتی اور باسمتی 2000

اس فارم کی تحقیقات کے نتیجہ میں چاول کی اوسط پیداوار فی ایکڑ 20 من فی ایکڑ سے 30 من فی ایکڑ ہو گئی ہے۔

1996 اور 2000 میں اس ادارے سے باسمتی کی دو اعلیٰ اقسام سپر باسمتی اور باسمتی 2000 کاشت کے لئے منظور ہوئیں۔

(ب) ریسرچ فیلوز سے مراد وہ طالب علم ہیں جو اپنی ایم ایس سی یا پی ایچ ڈی کی ڈگری کے

حصول کے لئے اپنی تحقیق متعلقہ یونیورسٹی یا اس سے منسلک تحقیقی اداروں میں کرتے ہیں اور یہ اخراجات پبلک یا پرائیویٹ ادارے برداشت کرتے ہیں۔ تاہم اس ریسرچ سٹیشن پر کل ایک سو پندرہ ملازمین ہیں۔ ان میں سے چالیس ریسرچ سائنسدانوں جن کی بنیادی تعلیمی قابلیت ایم ایس سی آنرز (زراعت) ہے۔ ان میں چھ ریسرچ سائنسدانوں کی تعلیمی قابلیت پی ایچ ڈی ہے۔ قومی اور بین الاقوامی جرنلز میں تقریباً دو سو ریسرچ پیپرز شائع ہو چکے ہیں۔

(ج) اس ریسرچ سٹیشن کا سالانہ بجٹ تقریباً ڈیڑھ کروڑ روپے ہے۔ 2003-04/2004-05 2003 سے بجٹ کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

سال	بجٹ	خرچ	آمدنی
2003-04	1,39,77,000	1,36,49,400	31,15,000
2004-05	1,47,80000	97,49,000	14,72,800
			(فروری تک)

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! جواب کے جز (الف) میں انھوں نے چاول کی ایک قسم باسمتی 198 لکھی ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ڈی آر-98 اور باسمتی 198 میں کیا فرق ہے وزیر زراعت صاحب ذرا اس کی وضاحت فرما دیں؟

وزیر زراعت: جناب سپیکر! میں ان کے سوال کو سمجھ نہیں سکا۔ انھوں نے جو سوال کیا تھا اس میں یہ پوچھا گیا ہے کہ چاول کی کون کون سی اقسام تیار کی گئی ہیں؟ اس کے جواب میں ہم نے یہ لکھا ہے کہ باسمتی 370، باسمتی پاک (کرنل)، آئی آر 6، باسمتی 198، کے ایس 282، باسمتی 385، سپر باسمتی اور باسمتی 2000 زیر کاشت ہیں۔ میں ان کا پورا سوال پڑھ دیتا ہوں۔ چاول ریسرچ سٹیشن کالا شاہ کاکو (شیخوپورہ) کب قائم کیا گیا، اس فارم پر ریسرچ کے نتیجے میں چاول کی کون کون سی اقسام صوبہ پنجاب کے موسمی حالات اور کاروباری تقاضوں کو سامنے رکھ کر تیار کی گئی ہیں اور اس ریسرچ فارم کی تحقیقات کے نتیجہ میں چاول کی فی ایکڑ پیداوار میں کتنا اضافہ ہوا ہے۔ آخری ریسرچ کب منظر عام پر لائی گئی؟ یہ ان کا سوال ہے اور اس کا جواب تفصیل سے دے دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: لودھی صاحب! ان کا سوال یہ ہے کہ باسمتی 198 اور ڈی آر 98 میں کیا فرق ہے؟

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب والا! ایک تو یہ باسمتی 198 اور ڈی آر 98 میں فرق واضح کر دیں

دوسرا یہاں جواب میں انھوں نے آئی آر 6 لکھا ہے جو کہ غلط ہے یہ اصل میں اری 6 ہے۔ وزیر صاحب یہ بھی وضاحت فرمادیں کہ اری 6 سے کیا مراد ہے؟ اس کی specification کیا ہے؟

جناب سپیکر: سماں صاحب یہ تو چاول کی ایک قسم ہے۔

چودھری اعجاز احمد سماں: جی، ہاں یہ نام ہے۔ وزیر صاحب اس کی وضاحت فرمادیں کہ اس کا یہ نام کیوں رکھا گیا ہے؟

جناب سپیکر: یہ چاول کی فصل کی مختلف اقسام کے نام ہیں جیسے میرے گاؤں کا نام 153۔آر بی ہے۔ اب اگر پوچھا جائے کہ جی 153۔آر بی کیوں رکھا گیا ہے؟ تو یہ کوئی مناسب سوال نہیں ہے۔

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! آر بی سے رکھ برانچ مراد ہے۔ یہ گاؤں چونکہ رکھ برانچ نہر پر ہے اس لئے اس کا نام آر بی رکھا گیا ہے۔ اس کا نام گوگیرہ برانچ یا جھنگ برانچ نہیں رکھا جاسکتا۔ یہ نام نہروں پر رکھے گئے ہیں؟

میں وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ پنجاب کے کتنے اضلاع اور کتنے ایکڑز پر اس وقت باسمتی 370 کاشت کی جارہی ہے۔ دوسرا اری 6 سے کیا مراد ہے؟ باسمتی 198 اور ڈی آر 98 میں کیا فرق ہے؟ وزیر صاحب بے شک بوٹی منگوا کر مجھے بتادیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر زراعت!

پیر ولایت شاہ کھگہ: جناب سپیکر! ڈی آر 98 تو کوئی ورائٹی ہی نہیں ہے۔ باسمتی 198 ہے۔ میرے خیال میں شاید انھیں غلط فہمی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: اصل میں سماں صاحب چاول کا کام کرتے ہیں اس لئے انھیں اس حوالے سے زیادہ معلومات ہیں۔

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب والا! میں son of soil ہوں اس لئے مجھے غلط فہمی نہیں ہو سکتی۔ اگر انھیں نہیں معلوم تو پھر میں بتادوں گا۔

جناب سپیکر: چلیں، ہی آپ بتادیں۔

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب والا! ڈی آر 98 وہ بیج ہے جو کہ یہاں پنجاب سے سندھ میں گیا تھا۔ جیسے رائس ریسرچ انسٹیٹیوٹ کالا شاہ کاکو ہے، اس کے متوازی لاڑکانہ میں بھی ایک رائس ریسرچ انسٹیٹیوٹ ہے۔ پاکستان میں دو رائس ریسرچ انسٹیٹیوٹس ہیں۔ باسمتی کا جو بیج سندھ کو for the

maintenance of record purpose of دیا گیا اس کا نام ڈی آر 98 رکھا گیا تھا۔ اسی طرح باسمتی کے characteristics یہ ہیں کہ اس کے لئے ترجیحاً چناب اور راوی کا درمیانی علاقہ، ساڑھے تین اضلاع اس پنجاب کے اور ساڑھے تین اضلاع دوسرے پنجاب کے کاشت کے لئے موزوں ہیں۔ اس کی تین خصوصیات ہیں۔ اس کو کاشت میں ٹھنڈا پانی دینا چاہئے، اس کی harvesting پر (تریل) اوس پڑنی چاہئے۔ باس کے معنی خوشبو اور باسمتی سے مراد ایسی چیز جس میں سے خوشبو آتی ہے۔ اری 6 سے مراد یہ ہے کہ International Rice Research Institute نے ایک بیج تیار کیا تھا جو کہ 6 ملی میٹر لمبا ہے۔ میں تے بڑا سوکھا سوال کیتا سی لیکن انہاں نے جواب نہیں دتا تے اساں اگاں عوام نوں نہیں دس سکاں گے۔ اسی طرح اری 9 ہے۔۔۔

جناب سپیکر: شکریہ

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب والا! اب میں وزیر موصوف سے ایک ضمنی سوال پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس وقت پنجاب میں کل کتنے ایکڑ پر 370 باسمتی کاشت ہے۔

جناب سپیکر: سماں صاحب! یہ نیا سوال بنتا ہے اس لئے ابھی exact figures تو نہیں دے سکتے۔ لودھی صاحب! آپ کو کوئی اندازہ ہے کہ اس وقت پنجاب میں 370 باسمتی کتنے ایکڑ پر کاشت ہے؟

وزیر زراعت: جناب والا! یہ نیا سوال ہے۔ ہمارے ہاں ایک چاول کا زون ہے، ایک گندم کا زون ہے، ایک بارانی زون ہے اور ایک کپاس کا زون ہے۔ ان زونوں میں مختلف اوقات میں مختلف sowing ہوتی ہے۔ اگر میرے دوست اس بارے میں زیادہ واقفیت رکھتے ہیں تو میں ان کا مشکور ہوں اور میں ان سے مستفید بھی ہوں گا۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ اگلا سوال محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ کا ہے۔

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! On her behalf

جناب سپیکر: راجہ صاحب! محترمہ تشریف رکھتی ہیں۔ پلیز کسی کو موقع دیا کریں۔ جی، محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: سوال نمبر 8263۔

جناب سپیکر: محترمہ! متعلقہ وزیر صاحب تشریف نہیں رکھتے اس لئے اسے pending کر لیتے ہیں

شاید تھوڑی دیر تک منسٹر صاحب تشریف لے آئیں۔ اگلا سوال ملک اصغر علی قیصر صاحب!۔۔۔ تشریف فرمانہیں ہیں لہذا سوال dispose of ہوا۔ اگلا سوالا انجنیئر جاوید اکبر ڈھلوں صاحب!۔۔۔ تشریف فرمانہیں ہیں لہذا سوال dispose of ہوا۔ اگلا سوال بھی انجنیئر جاوید اکبر ڈھلوں صاحب کا ہے۔

راجہ ریاض احمد: جناب والا! On his behalf سوال نمبر 6544 میری گزارش ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں کپاس کے ریسرچ سنٹرز، سٹاف، بجٹ اور آمدن و خرچ کی تفصیل

*6544 **انجنیئر جاوید اکبر ڈھلوں:** کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کپاس کی فصل پر کتنے ریسرچ سٹیشن صوبہ میں کس کس جگہ قائم ہیں کے نام کیا ہیں اور ان فارم پر ریسرچ کے نتیجہ میں کپاس کی کون کون سی اقسام صوبہ پنجاب کے موسمی حالات اور کاروباری تقاضوں کو سامنے رکھ کر تیار کی گئی ہیں اور ان ریسرچ فارم کی تحقیقات کے نتیجہ میں کپاس کی فی ایکڑ پیداوار میں کتنا اضافہ ہوا ہے آخری ریسرچ کب منظر عام پر لائی گئی؟

(ب) ان ریسرچ سٹیشنز پر کتنے ملازمین ہیں ان میں کتنے ریسرچ فیلوز ہیں اور ان ریسرچ فیلوز کی تعلیمی قابلیت کیا ہے، کیا ان ریسرچ فیلوز میں پی ایچ ڈی ہولڈرز بھی شامل ہیں، کیا ان کی تحقیقات بین الاقوامی تحقیقاتی زرعی جرنلز میں کبھی شائع ہوئی ہیں؟

(ج) ان ریسرچ سٹیشنز کا سالانہ بجٹ کیا ہے، 04-2003 سے بجٹ میں کتنی رقم رکھی گئی، کتنی خرچ گئی، اگر کوئی آمدنی کے بھی ذرائع ہیں تو کیا ہیں، اس عرصہ میں کتنی آمدنی ہوئی؟

وزیر زراعت:

(الف) ایوب زرعی تحقیقاتی ادارہ فیصل آباد کے زیر نگرانی کپاس کی فصل پر مندرجہ ذیل 6 ریسرچ سٹیشن اور 9 ذیلی شعبہ جات صوبہ پنجاب میں کام کر رہے ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام سٹیشن	ذیلی تحقیقاتی شعبہ جات
1۔	کپاس تحقیقاتی ادارہ، فیصل آباد	1۔ رائیونڈ، ضلع لاہور، 2۔ سرگودھا، 3۔ پپلاں (ضلع ہیڈکوارٹر) میانوالی 4۔ جھنگ
2۔	کپاس تحقیقاتی سٹیشن ملتان	1۔ خانیوال، 2۔ کوٹ چھٹہ، ضلع راجن پور، 3۔ ٹھٹھہ گرمانی ضلع مظفر گڑھ، 4۔ ہارون آباد ضلع بہاولنگر
3۔	کپاس تحقیقاتی سٹیشن رحیم یار خان	1۔ خان پور ضلع رحیم یار خان
4۔	کپاس تحقیقاتی سٹیشن وہاڑی	
5۔	کپاس تحقیقاتی سٹیشن ساہیوال	
6۔	کپاس تحقیقاتی سٹیشن بہاول پور	

پنجاب کے موسمی حالات کو سامنے رکھ کر مندرجہ ذیل کپاس کی اقسام تیار کی گئی ہیں:

1۔ کپاس تحقیقاتی ادارہ فیصل آباد، FH-1000، FDH-228، FH-901، FH-900، FH-634، FH-682، FH-87، B-557، AC-134، L-11، F 268، F 238

2۔ کپاس تحقیقاتی سٹیشن ملتان، MNH-552، MNH-554، MNH-329، MNH-147، 12-، MNH-129، MS-84، MNH-93، F-149، MS-40، MS-39، BS-1

3۔ کپاس تحقیقاتی سٹیشن، رحیم یار خان، RH-112، RH-1

4۔ کپاس تحقیقاتی سٹیشن وہاڑی، FVH-53

5۔ کپاس تحقیقاتی سٹیشن ساہیوال SLS-1، SLH-41

6۔ کپاس تحقیقاتی سٹیشن بہاولپور BH-160، BH-118، BH-36، Gohar-87

کپاس کی پیداوار 48-1947 میں 7.68 لاکھ گانٹھ اور اوسط پیداوار تقریباً 5 من فی ایکڑ تھی۔ تحقیقاتی اداروں کی محنت اور ترقی دادہ اقسام کی بدولت اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس سال 05-2004 میں کپاس کی 112.00 لاکھ گانٹھ پیداوار حاصل ہوئی ہے اور اوسط پیداوار 20 من سے زیادہ رہی۔ کپاس کی فی ایکڑ پیداوار میں بتدریج اضافہ ہوا ہے۔ موجودہ اقسام کی پیداواری صلاحیت 40 من فی ایکڑ ہے۔ کپاس کی ترقی دادہ اقسام FH-1000 اور BH-160 کاشت کے لئے 2003 میں منظور کی گئیں۔

(ب) کپاس تحقیقاتی ادارہ میں کل 326 ملازمین ہیں۔ ریسرچ فیلوز سے مراد وہ طالب علم ہیں

جو کہ اپنی ایم ایس سی یا پی ایچ ڈی کی ڈگری کے حصول کے لئے اپنی تحقیق متعلقہ یونیورسٹی یا اس سے منسلک تحقیقی اداروں میں کام کرتے ہیں اور یہ اخراجات پبلک یا پرائیویٹ ادارے برداشت کرتے ہیں۔ ادارہ ہذا میں کوئی ریسرچ فیلو نہیں اور یہاں صرف ریسرچ سائنسدان (ماہرین) مستقل یا کنٹریکٹ مشاہرہ پر تحقیقی کام کرتے ہیں۔ تاہم اس وقت ادارہ ہذا میں 66 ریسرچ سائنسدان ہیں اور ان میں 37 ایم ایس سی، 5 پی ایچ ڈی اور ریسرچ سائنسدان کی 24 اسامیاں خالی ہیں۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے، کپاس کے تحقیقاتی ادارہ میں کام کرنے والے ریسرچ سائنسدان کی تحقیقات ملکی اور غیر ملکی جرنلز میں شامل ہوتی رہتی ہیں:۔

نمبر شمار	نام ریسرچ سٹیشن	ملازمین کی تعداد	ریسرچ سائنسدان ایم ایس سی	ریسرچ سائنسدان پی ایچ ڈی	خالی اسامیاں	میزان
1۔	کپاس تحقیقاتی ادارہ فیصل آباد (ہیڈکوارٹر)	121	6	12	2	20
	ذیلی تحقیقاتی شعبہ جات					
	i) سرگودھا	4	–	1	–	1
	ii) پپلاں ضلع میانوالی	7	–	1	–	1
	iii) رائیونڈ ضلع لاہور	6	1	–	–	1
	iv) جھنگ	8	–	1	–	1
2۔	کپاس تحقیقاتی سٹیشن ساہیوال	1	–	1	–	1
3۔	کپاس تحقیقاتی سٹیشن رحیم یار خان	51	6	4	–	10
	ذیلی تحقیقاتی شعبہ					
	i) خان پور ضلع رحیم یار خان	10	2	–	–	2
4۔	کپاس تحقیقاتی سٹیشن ملتان	77	6	12	2	20
	ذیلی تحقیقاتی شعبہ جات					
	i) خانیوال	9	–	2	–	2
	ii) کوٹ چھٹہ	2	–	1	–	1
	iii) ٹھٹھہ گرمانی	3	1	–	–	1
	iv) ہارون آباد	2	–	1	–	1
5۔	کپاس تحقیقاتی سٹیشن، وہاڑی	25	2	1	1	4
	میزان	326	24	37	5	66

(ج) تحقیقاتی ادارہ کپاس کا سال وار بجٹ اور خرچ اور آمدنی کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

یہ آمدن کپاس کے تحقیقاتی فارم کی پیداوار سے حاصل ہوتی ہے جو کہ سرکار کے اکاؤنٹ میں ہر سال جمع کروائی جاتی ہے۔

سال	کل بجٹ	خرچ بجٹ	آمدن
2003-04	3,45,70,000/-	3,36,83,000/-	65,06,100/-
2004-05	3,60,29,000/-	2,17,45,500/-	27,02,500/-

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! وزیر موصوف مجھے صرف اتنا بتادیں کہ پچھلے دو سالوں میں ایوب ریسرچ انسٹیٹیوٹ نے کپاس کی کوئی ایک بھی ورائٹی پیدا کی ہے اگر کی ہے تو اس کا نام بتادیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر زراعت! ایوب ریسرچ انسٹیٹیوٹ فیصل آباد نے پچھلے سال کپاس کی کوئی ورائٹی بنائی ہے؟

وزیر زراعت: جناب سپیکر! کپاس میں ہماری بے شمار ورائٹیز ہیں اور ہم ان میں سے کچھ منظر عام پر بھی لے آئے ہیں اور کچھ ابھی pipeline میں ہیں جن کے سلسلے میں ہفتے کو ہماری میٹنگ ہے جہاں یہ پاس ہونی ہیں لیکن راجہ صاحب نے کسی نئی ورائٹی کے لئے سوال نہیں کیا۔ اگر میں ورائٹیز گننا شروع کروں تو شاید شام ہو جائے۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ ریسرچ سنٹر فیصل آباد کے تحت ہمارے بے شمار سنٹرز کام کر رہے ہیں جن میں ساہیوال، بہاولپور، ملتان بلکہ بہت سی جگہوں پر ہیں جہاں یہ ورائٹیز پیدا ہو رہی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! اس سوال کے جز 6 کے بعد لکھا ہوا ہے کہ پنجاب کے موسمی حالات کو سامنے رکھ کر مندرجہ ذیل کپاس کی اقسام تیار کی گئی ہیں اور آگے اقسام کے نام بھی لکھے ہوئے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر وسیم اختر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! کپاس کے ریسرچ انسٹیٹیوٹ کے بارے میں معلومات ملی ہیں کہ اس کے سب سنٹرز مظفر گڑھ اور خانیوال کو ختم کر دیا گیا ہے اور بہاولپور کے تحقیقاتی سٹیشن کو بھی downgrade کر دیا گیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ وزیر موصوف اس کی وضاحت فرمادیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر زراعت!

وزیر زراعت: جناب سپیکر! یہ بات کافی دیر سے چلی ہوئی ہے لیکن میں اس کی وضاحت کر دینا چاہتا ہوں کہ کپاس ہماری سب سے بڑی فصل ہے۔ ملتان اور بہاولپور زون سے ہماری 95 فیصد کاٹن آتی ہے۔ یہ غلط impression دیا گیا ہے کہ ہم کوئی سٹیشن ختم کر رہے ہیں یا اسے revamp کر رہے ہیں۔ کاٹن ریسرچ کا ہیڈ کوارٹر فیصل آباد میں ہے اور اس کے تحقیقاتی سٹیشن ملتان، رحیم یار خان، وہاڑی، ساہیوال اور بہاولپور میں ہیں۔ اس کے علاوہ بے شمار سب سٹیشن ہیں۔ میں ڈاکٹر صاحب کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ ہم کسی بھی سٹیشن کو ختم نہیں کر رہے۔

جناب سپیکر: جی، یہی ان کا سوال تھا۔ ڈاکٹر صاحب! لودھی صاحب نے بتایا ہے کہ وہ سٹیشن اور نہ ہی کوئی سب سٹیشن ختم کر رہے ہیں۔

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ آپ نے بجا طور پر فرمایا ہے کہ نمبر 6 پر لکھا ہوا ہے کہ یہ یہ ورائٹیز بنائی گئی ہیں لیکن میں نے بڑا مختصر سوال کیا تھا کہ پچھلے ایک یا دو سال میں جو ورائٹی بنائی گئی ہے اس کا نام بتائیں۔ میں یہاں پر بڑے وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ انڈیا اپنے ریسرچ اداروں اور لیبارٹریوں کی محنت کی وجہ سے ہمارے مقابلے میں گنا، کپاس، چاول اور گندم میں دگنی پیداوار لے رہا ہے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ پچھلے سال زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں ایک سیمینار ہو رہا تھا اور اس میں جتنے بھی مقررین تھے انھوں نے کھل کر اس بات پر زور دیا تھا۔۔۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! انڈیا کپاس ہم سے دگنی نہیں لے رہا۔

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! آپ اس کا ریکارڈ چیک کر لیں اور میں ایک چیز نہیں کہہ رہا بلکہ میں چار فصلوں کی بات کر رہا ہوں۔ اگر انڈیا میں ہم سے گندم، گنا، چاول اور کپاس کی پیداوار دُگنی نہ ہو تو آپ جو چاہیں مجھے سزا دیں میں سزا کے لئے تیار ہوں۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! کپاس میں دُگنی نہیں ہے۔

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! میری عرض تو سن لیں۔ میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ ایوب ریسرچ سنٹر فیصل آباد میں سوائے فنڈز کے ضیاع کے اور کوئی کام نہیں ہو رہا۔ میں اس شہر کا رہنے والا ہوں اور روزانہ وہاں سے گزرتا ہوں۔ میں آپ کو یقین سے کہتا ہوں کہ اگر ایوب ریسرچ سنٹر فیصل آباد کے سارے فنڈز صحیح طریقے سے خرچ ہوں اگر صحیح ریسرچ ہو، ان پر محنت ہو تو۔۔۔

جناب سپیکر: ہاں اس میں بہتری کی گنجائش ہے۔

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! آپ دیکھ لیں کہ انھوں نے نمبر 6 میں مدت نہیں لکھی لہذا یہ بتادیں کہ انھوں نے پچھلے سال کونسی سے ورائٹی بنائی ہے؟

جناب سپیکر: لودھی صاحب! کپاس کی latest variety کون سی ہے؟

وزیر زراعت: جناب سپیکر! راجہ صاحب ہمارے دوست اور بھائی ہیں لیکن انھوں نے تو ہمارے خلاف ڈگری پاس کر دی ہے۔ آپ کو علم ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: ماشاء اللہ بڑا اچھا کام ہو رہا ہے لیکن ان کے کہنے کا یہ مقصد ہے کہ ابھی اس میں بہتری کی گنجائش ہے۔

وزیر زراعت: جناب سپیکر! راجہ صاحب نے تو کہہ دیا کہ انڈیا میں ہمارے ملک سے دُگنی پیداوار ہے۔ میں on the floor of the House بات کر رہا ہوں آپ یقین کریں کہ انڈیا نے مجھے چار دفعہ invite کیا ہے کہ میں وہاں کا visit کروں کیونکہ آپ نے کپاس میں جو progress کی ہے ہم اس بارے میں آپ سے پوچھنا چاہتے ہیں۔ میں کوئی expert یا سائنسدان نہیں ہوں بلکہ ایک سیاستدان ہوں۔ مجھے پتا ہے کہ ہمارا کیا vision ہے، ہمارے وزیر اعلیٰ کا کیا vision ہے، ہمارے وزیر اعظم کا کیا vision ہے اور ہمارے صدر کا کیا vision ہے؟

راجہ ریاض احمد: وہ تو مجھے پتا ہے۔ میں نے ان کا vision کتاب میں پڑھا ہے۔

وزیر زراعت: سنیں تو صحیح۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! پلیز تشریف رکھیں۔ منسٹر صاحب کو floor دیا ہوا ہے۔

وزیر زراعت: راجہ صاحب! جب آپ چھیڑتے ہیں تو پھر سنا بھی کریں۔ جب اللہ تعالیٰ بولنے کی طاقت دے تو پھر سننے کی طاقت بھی رکھنی چاہئے۔ چونکہ اسی floor پر بات بتانے والی ہے اس لئے میں عرض کرتا ہوں کہ ہماری 75 فیصد آبادی زراعت سے منسلک ہے اور یہ ہماری اصل معیشت ہے۔ ہمارا یہ ریکارڈ ہے کہ 05-2004 میں ہم نے ایک کروڑ 12 لاکھ گانٹھ پنجاب میں پیدا کی ہے جو کہ ایک ریکارڈ ہے اور یہ ریکارڈ آج تک compete نہیں ہوا۔ پھر یہ بھی دیکھیں کہ 06-2005 میں بارشوں اور فلڈ کے باوجود بھی ایک کروڑ 2 لاکھ گانٹھ ہم نے پنجاب میں پیدا کی ہے۔ اس کا آپ اندازہ لگائیں کہ 1947 سے لے کر آج تک اتنی پیداوار نہیں ہوئی۔ اگر یہ اتنی

اچھی کاٹن کی پیداوار ہو رہی ہے تو اس کا credit قوم کو جاتا ہے کاشتکاروں کو جاتا ہے آپ کو credit جاتا ہے کیونکہ یہاں پر اس ہاؤس میں اکثریت کاشتکاروں کی ہے اس لئے میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ جہاں یہ تنقید کرتے ہیں تو کبھی کبھی تعریف بھی کر دیا کریں۔ یہ آپ کا ہاؤس ہے ہمارا ہاؤس ہے عوام کا ہاؤس ہے اور میں راجہ صاحب کی اطلاع کے لئے یہ بھی گزارش کر دوں کہ ہم نے اس سلسلے میں کافی اقسام پیدا کی ہیں لیکن پچھلے دو سالوں میں جو سب سے اچھی قسم produce ہوئی ہے وہ MNH786 ہے۔

جناب سپیکر: حاجی اعجاز احمد صاحب!

حاجی محمد اعجاز: جناب والا! اسی سوال کے جز (ج) میں پوچھا گیا تھا کہ اس کے آمدنی کے ذرائع کیا ہیں۔ انہوں نے اس کا جواب دیا ہے کہ یہ آمدن کپاس کے تحقیقاتی فارم کی پیداوار سے حاصل ہوتی ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ اس پیداوار کو حاصل کرنے کے لئے تحقیقاتی فارم کتنی زمین استعمال کر رہا ہے اور اس پر کون کون سی فصلیں کاشت کی جا رہی ہیں کیونکہ ریسرچ کا جو ادارہ ہوتا ہے وہاں پر تو رقم خرچ کی جاتی ہے وہاں سے آمدن نہیں ہوتی۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس کے جو ذرائع ہیں وہ یہاں پر نہیں بتائے گئے یا تو یہ بتا دیں کہ آمدن کے ذرائع کیا ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر زراعت!

وزیر زراعت: جناب سپیکر! میں پہلے بھی کئی دفعہ گزارش کر چکا ہوں کہ ہاؤس کے مائیک ٹھیک کروائے جائیں کیونکہ ادھر سے آواز صاف نہیں آتی۔

جناب سپیکر: آپ پلیز اپنے سوال کو repeat کر دیں۔

حاجی محمد اعجاز: اسی سوال کے جز (ج) جز میں یہ پوچھا گیا ہے کہ ---

جناب سپیکر: وہ جز (ج) کے بارے میں پوچھ رہے ہیں۔

حاجی محمد اعجاز: جناب والا! جز (ج) میں یہ پوچھا گیا ہے کہ تحقیقاتی فارم کے آمدن کے ذرائع کیا ہیں؟

جناب سپیکر: جز (ج) میں سوال پوچھا گیا ہے کہ اگر آمدن کے ذرائع ہیں تو کیا ہیں؟

حاجی محمد اعجاز: جناب والا! ایک تو آمدن کے ذرائع نہیں بتائے گئے دوسرا میں یہ کہنا چاہوں گا کہ جو ریسرچ فارم اور انسٹیٹیوٹ ہوتے ہیں وہاں پر تو ریسرچ کے لئے پیسا خرچ کیا جاتا ہے ان کی آمدن نہیں ہوتی۔

جناب سپیکر: جز(ج) میں لکھا ہوا ہے کہ آمدن کپاس کے تحقیقاتی فارم کی پیداوار سے حاصل ہوتی ہے جو کہ سرکار کے اکاؤنٹ میں ہر سال جمع کروادی جاتی ہے۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! یہی تو میرا ضمنی سوال ہے کہ تحقیقاتی فارم سے آمدن کس طرح سے حاصل ہو رہی اور اس کے لئے کتنی زمین قابل کاشت ہے۔

جناب سپیکر: ویسے تو fresh question بنتا ہے اگر آپ کے پاس اس کا جواب ہے تو دے دیں۔

وزیر زراعت: جناب والا! ان کی اطلاع کے لئے میں یہ عرض کر دوں کہ یہ تحقیقاتی ادارے جو ہیں یہ واقعی ہماری آمدنی کے لئے نہیں ہیں میں ان کی بات کو endorse کروں گا۔ انہوں نے سوال یہ پوچھا تھا کہ وہاں پر خرچ کیا ہوتا ہے اور آمدنی کیا ہوتی ہے۔ ہمیں آمدنی سے کوئی غرض نہیں ہے ہم تحقیقاتی فارم میں وہاں پر مختلف varieties پیدا کرتے ہیں اور اگر وہاں پر کچھ زیادہ بھی خرچ ہو جائے تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا لیکن ہم وہاں پر خرچ بھی کر رہے ہیں varieties بھی حاصل کر رہے ہیں اور ریسرچ سنٹر منافع میں بھی جا رہا ہے۔

حاجی محمد اعجاز: جناب والا! یہ سوال کو دوبارہ دیکھ لیں جز(ج) میں کہا گیا ہے کہ اگر کوئی آمدن کے ذرائع ہیں تو کیا ہیں، میں نے تو ان سے ذرائع پوچھے ہیں کہ وہ ذرائع کیا ہیں؟

جناب سپیکر: وہ تو آپ جز(ج) کا جواب پڑھیں اس میں لکھا ہوا ہے۔ یہ آمدن کپاس کے تحقیقاتی فارم کی پیداوار سے حاصل ہوتی ہے۔

حاجی محمد اعجاز: ٹھیک ہے پیداوار لکھی ہوئی ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس میں کیا پیداوار ہوتی ہے اس فارم کے لئے کتنی زمین استعمال ہو رہی ہے؟

جناب سپیکر: زمین کا تو اس میں نہیں لکھا ہوا اور نہ ہی آپ نے پوچھا ہے۔

حاجی محمد اعجاز: دیکھیں ناں وہ ریسرچ انسٹیٹیوٹ ہے، کوئی فیکٹری تو نہیں ہے کہ اس فیکٹری کی Iron production ہے۔ وہاں تو زمین ہے یہ بتائیں کہ زمین پر کون سی فصلیں اگائی جا رہی ہیں؟

جناب سپیکر: یہ تو پھر fresh question بنتا ہے کہ کتنی زمین زیر کاشت ہے۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! آپ رمضان کے مہینے میں ان کو support کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: اگر وہ figures آگے پیچھے دے دیں گے تو پھر آپ کہیں گے کہ exact figures نہیں بتائی گئیں۔ڈاکٹر وسیم اختر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اسی سوال کے جز (الف) میں یہ بات لکھی ہوئی ہے کہ کل چھ ریسرچ سنٹرز ہیں جو پورے پنجاب کے اندر کام کر رہے ہیں اور اس میں آپ دیکھیں کہ صرف ایک ریسرچ سنٹر فیصل آباد میں ہے اور جنوبی پنجاب کی جو cotton belt ہے اس میں چھ میں سے پانچ تحقیقاتی سنٹرز ہیں لیکن لطف کی بات یہ ہے کہ پانچ ریسرچ سنٹرز تو جنوبی پنجاب میں ہیں لیکن ہیڈ کوارٹر اس کا فیصل آباد میں رکھا گیا ہے۔اس میں complications ہوتی ہیں اور اس حوالے سے میں سمجھتا ہوں کہ اس سے احساس محرومی generate ہوتا ہے۔اگر وہاں پر ریسرچ سٹیشنز بھی ہیں اور cotton belt بھی وہی ہے تو اس کا ہیڈ کوارٹر پھر ملتان میں ہونا چاہئے تاکہ proper طریقے سے ان اداروں کا function ہو سکے۔یہاں سے چٹھیاں جاتی ہیں اور دو چار دن لگ جاتے ہیں اور وہاں جو لوگ کام کر رہے ہیں وہ ہمیں بتاتے ہیں کہ وہاں پر عملی طور پر مشکلات ہیں۔اس لئے میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں اور میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ فیصل آباد میں ہیڈ کوارٹر رکھنے میں کیا حکمت ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر زراعت!

وزیر زراعت: جناب والا! جو ایوب ریسرچ انسٹیٹیوٹ ہے جب یہ شروع ہوا تو یہ فیصل آباد میں شروع ہوا اور فیصل آباد میں ہمارا ہیڈ کوارٹر ہے اور اس کے نیچے ہمارے چھ کپاس کے سٹیشن ہیں جو کاٹن ایریا میں موجود ہیں۔یہ سنٹر ہیڈ کوارٹر پر dependent نہیں کہ ان سے پوچھنے جاتے ہیں۔ وہ independent ادارے ہیں وہ سنٹرز بھی ان کو facilitate کرتے ہیں ہم بھی ان کو facilitate کرتے ہیں۔یہ سنٹر بہاولپور میں بھی ہے، رحیم یار خان میں بھی ہے، ملتان میں بھی ہے اور ساہیوال میں بھی ہے یہ ہمارا cotton area ہے۔چونکہ ایوب ریسرچ انسٹیٹیوٹ ایک بہت بڑا انسٹیٹیوٹ ہے جس سے بہت فوائد ہو رہے ہیں اور ہیڈ کوارٹر نیچے co-ordinate کرتا ہے۔ان کو کوئی مالی تکلیف ہوتی ہو، کوئی administrative تکلیف ہوتی ہو یا ان کو کوئی اور تکلیف آتی ہو. They are independent بلکہ پچھلے دنوں میں یہاں پر ایک movement چلی تھی اور ڈاکٹر صاحب کو بھی پتا ہے کہ ہمارے مرکزی حکومت سے یہ dialogues چل رہے تھے کیونکہ اس میں ان کا بھی حصہ ہے اور ہمارا بھی حصہ ہے لیکن ہم نے ان کو کہا ہے کہ ہم ان کو قطعا

shift کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ اگر آپ ہمارے ساتھ contribution نہیں کریں گے تو ہم اپنے وسائل سے رحیم یار خان میں بھی سنٹر چلائیں گے اور بہاولپور میں بھی چلائیں گے ملتان میں بھی اور ساہیوال میں بھی یہ سنٹرز چلائیں گے کیونکہ یہ ہمارا cotton area ہے اور اس میں اس وقت کوئی administrative رکاوٹ نہیں آ رہی۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ ڈاکٹر صاحب اس پر کافی بات ہو گئی ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب والا! عملی طور پر حقائق اس کے خلاف ہیں۔ یہاں پر انہوں نے خود لکھا ہوا ہے کہ ہیڈکوارٹر فیصل آباد میں ہے۔ یہ بات ٹھیک ہے کہ وہاں پر ریسرچ انسٹیٹیوٹ موجود ہے اس کے تحت یہ ساری چیزیں ہو رہی ہیں انہوں نے خود لکھا ہے کہ کپاس کے تحقیقاتی ادارے کا ہیڈکوارٹر فیصل آباد میں ہے اور سب کو ہیڈ کرتا ہے۔ ہیڈکوارٹر کی اپنی اہمیت ہوتی ہے راولپنڈی میں جنرل ہیڈکوارٹر ہے اور بار بار اٹھ کر وہ اقتدار پر قبضہ کر لیتے ہیں کراچی میں ہوتا تو شاید ایسا نہ ہوتا اس لئے ہیڈکوارٹر کی اپنی اہمیت ہے تو اس حوالے میں گزارش کروں گا کہ اس ہیڈکوارٹر کو جو فیصل آباد میں ہے اس کو ملتان میں شفٹ کیا جائے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال جناب طاہر اقبال چودھری صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ یہ سوال dispose of ہوا۔ اگلا سوال جناب لالہ شکیل الرحمٰن صاحب!

راجہ ریاض احمد: جناب والا! on his behalf سوال نمبر 6682۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب آج تیاری ٹھیک ہی لگتی ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کر لیں۔

راجہ ریاض احمد: جناب والا! آگے تو پڑھیں۔

جناب سپیکر: جی، کیا پڑھوں۔ وزیر زراعت کے متعلق ہے۔

راجہ ریاض احمد: جناب والا! سوال کے جواب میں کیا لکھا ہوا ہے وہ پڑھیں؟

جناب سپیکر: جواب موصول نہیں ہوا۔

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! اب آپ اس سے اندازہ لگا لیں۔ 2004 سے سوال کیا گیا ہے اور 2006 ہو گیا ہے ابھی تک جواب موصول نہیں ہوا۔ اس سلسلے میں آپ کی توجہ چاہوں گا۔ سوال یہ ہے کہ اگر ان تمام افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا ہے تو میرٹ لسٹ فراہم کی جائے۔ ان ملازموں کو رکھنے کے لئے پیسے کا لین دین ہوا ہے اور اس میں وسیع پیمانے پر کرپشن ہوئی اس ساری

کرپشن کو چھپانے کے لئے دو سال بعد بھی اس کا جواب نہیں دیا جا رہا۔

جناب سپیکر! میں اس پر آپ کی خصوصی توجہ چاہوں گا کہ اربوں روپے کی کرپشن کو چھپانے کے لئے دو سال تک اس سوال کا جواب ہی نہیں دیا جا رہا لہذا اس سے ہم سب کا استحقاق مجروح ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ تشریف رکھیں۔ منسٹر ایگریکلچر!

وزیر زراعت: جناب سپیکر! عجیب بات ہے کہ ایسے ہی دو اور سوال بھی ہیں۔ منسٹر نے تو آپ کے سیکرٹریٹ سے through ہو کر جانا ہے اور پھر سوال لسٹ پر آنا ہے۔ راجہ صاحب کی اچھی عادت ہے کہ ایک بات کو elaborate کرتے ہیں لیکن بات یہ ہے کہ کرپشن کرپشن کی بات کرتے ہیں، یہ کہنا تو آسان ہے لیکن اگر اس میں سے گزرنا ہو تو .It is a very difficult job

آپ یقین کریں کہ I have been told by your Secretariat کہ اس کا اتنا لمبا جواب ہے کہ وہ compile نہیں ہو رہا تھا تو اس کو کیسے یہاں پر رکھا جاتا۔

جناب سپیکر: کافی ٹائم ہو گیا ہے۔ یہ دو سال پرانا سوال ہے۔

وزیر زراعت: جناب سپیکر! ہم نے تو دے دیا ہے لیکن اسے compile کرنے میں سیکرٹریٹ کو کوئی رکاوٹ آ رہی ہے next time اس کو پیش کر دیں گے۔ مجھے تو اس میں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ ہم نے جواب دے دیا ہے اور وہ اتنا lengthy ہے کہ وہ اس کو شاید کسی طریقے سے put کریں گے جو مجھے بتایا گیا ہے۔

جناب سپیکر: ابھی تک اسمبلی میں اس کا کوئی جواب نہیں آیا۔

وزیر زراعت: جناب سپیکر! ہمارا جواب آپ تک آ چکا ہے۔ اس کو pending کر دیں پھر کر لیں اس پر مجھے تو کوئی اعتراض نہیں ہے۔

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! میں نے یہ سوال on his behalf کیا ہے لہذا میری request سن لیں۔ بات یہ ہے کہ ہماری انتہائی بدقسمتی ہے کہ ہم ہر چیز کو اپنے سے منسوب کر لیتے ہیں۔ محترم لودھی صاحب میرے قابل احترام ہیں، میں نے ہرگز یہ نہیں کہا کہ انہوں نے یا وزیراعلیٰ نے کوئی کرپشن کی، کسی نے نہیں کی۔ ہم اصل حقائق کی طرف جانا مناسب نہیں سمجھتے اور فوراً سمجھ لیتے ہیں کہ یہ ہم پر attack ہوا ہے۔ اگر ہم کہیں کہ ایوب ریسرچ سنٹر کے افسران کام نہیں کر رہے،

انہوں نے کہنا ہے مجھے کہہ دیا ہے۔ اگر ہم کہیں کہ ان کے افسران نے کرپشن کر کے کروڑوں روپے کی بھرتیاں کی ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ ان کو کرپشن کے وہ پیسے نہیں دیئے ہوں گے لیکن وہاں پر فیلڈ میں کرپشن ہوئی ہے اور بھرتیوں کے لئے کروڑوں روپے کی کرپشن ہوئی ہے۔ ان کے کہنے پر بھرتیاں نہیں ہوئیں بلکہ پیسے لے کر بھرتیاں کی گئی ہیں اسی لئے محکمہ اس کا جواب نہیں دے رہا۔ یہ محکمے کے افسروں کا احتساب کرنے کی بجائے اپنے پر لے لیتے ہیں کہ جی ہمیں کہہ دیا ہے۔ ہم تو نہیں کہتے، میں کہتا ہوں کہ لودھی صاحب بڑے شریف آدمی ہیں۔ یہ اپنے محکمے میں ہونے والی کروڑوں روپے کی کرپشن کا احتساب کریں ہم ان کے ساتھ ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ یہ کرپشن نہیں کرتے لیکن جو محکمے والے کرپشن کرتے ہیں یہ انہیں کیوں نہیں پکڑتے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، سماں صاحب!

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! جس طرح جز (ر) میں لکھا گیا ہے: "جن افراد کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا ان کے نام، ولدیت، گریڈ کی تفصیل دی جائے نیز رولز میں نرمی کرنے کی وجوہات بیان کی جائیں۔" قانون یہ ہے کہ جہاں پر بھی Relaxation of Rules کی جائے وہاں اس کی وجہ لکھی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: وہ تو جواب آئے گا تو پھر دیکھ لیں گے ناں کہ کیا جواب دیتے ہیں؟ جی، جناب ارشد محمود بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! منسٹر صاحب فرما رہے تھے کہ ہم نے اسمبلی میں جواب بھیج دیا ہے اور اسمبلی سیکرٹریٹ نے کہا ہے کہ یہاں پر کوئی جواب داخل نہیں ہوا۔ جناب سے میری درخواست ہے کہ یہ ماشاء اللہ سینئر وزیر ہیں اور یہ ہاؤس کے floor پر کھڑے ہو کر میرے خیال میں یہ غلط بیانی کر رہے ہیں۔ پہلے تو یہ اس کے متعلق وضاحت کریں کہ یہ اتنے بڑے منسٹر ہیں اور ہاؤس میں کہہ رہے ہیں کہ ہم نے جواب بھیج دیا ہے۔ اگر جواب بھیج دیا ہے تو پھر سیکرٹریٹ سے پوچھنا چاہئے کہ وہ جواب کیوں نہیں دیا گیا۔ یہ میری درخواست ہے اور اس کو lightly نہ لیا جائے۔

جناب سپیکر: اس کو بعد میں دیکھ لیں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اس سوال کو pending کر دیا جائے تاکہ اگلے سیشن میں اس کا جواب آ جائے۔

جناب سپیکر: ابھی جواب ہی نہیں آیا تو یہ pending ہی ہے۔ next question ہے، چودھری زاہد پرویز صاحب!۔۔۔ تشریف فرما نہیں ہیں، question dispose of ہوا۔ next question بھی چودھری زاہد پرویز صاحب!۔۔۔ تشریف فرما نہیں ہیں، question dispose of ہوا۔

راجہ ریاض احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، راجہ ریاض احمد صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! آپ دیکھیں لیں 10 بج گئے ہیں اور ابھی تک مارکیٹ کمیٹی کے وزیر صاحب تشریف نہیں لائے۔

جناب سپیکر: وہ آ گئے ہیں۔ (قہقہے) next question ہے، رانا سرفراز احمد خان صاحب!۔۔۔ تشریف فرما نہیں ہیں، question dispose of ہوا۔ next question ہے، رانا ثناء اللہ خان صاحب!۔۔۔ تشریف فرما نہیں ہیں، question dispose of ہوا۔ next question ہے، جناب محمد یار مونکا!۔۔۔ تشریف فرما نہیں ہیں، question dispose of ہوا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر وسیم اختر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! وزیر مارکیٹنگ تشریف لے آئے ہیں تو میرا خیال ہے کہ جو ان کے سوال رہ گئے تھے انہیں پہلے لے لیا جائے تاکہ یہ کام تو مکمل ہونا جی۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے، دیکھ لیتے ہیں۔ next question ہے، جناب سید مجاہد علی شاہ صاحب!۔۔۔ تشریف فرما نہیں ہیں، question dispose of ہوا۔ next question بھی سید مجاہد علی شاہ صاحب!۔۔۔ تشریف فرما نہیں ہیں، question dispose of ہوا۔ next question ہے، ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب۔ جی، ڈاکٹر صاحب! پلیز! آپ نمبر پکاریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: سوال نمبر7076۔

صوبہ میں قائم زرعی ادویات کی ٹیسٹنگ لیبارٹریز
اور متعلقہ دیگر تفصیلات

*7076ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیاوزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) صوبہ پنجاب میں کہاں کہاں اور کتنی Pesticide Testing Laboratories ہیں؟

(ب) ایک دوائی کی کوالٹی ٹیسٹنگ پر اوسطاً کتنے اخراجات آتے ہیں؟

(ج) کیا حکومت، پنجاب کے تمام اضلاع میں Pesticide Testing Laboratories بنانے کاارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر زراعت:

(الف) صوبہ پنجاب میں تینPesticides Testing Laboratoriesکام کر رہی ہیں۔ ایک فیصل آباد میں، دوسری ملتان اور تیسری کالاشاہ کاکو میں واقع ہے۔

(ب) ایک دوائی کی ٹیسٹنگ پر اوسطاً-/5000روپے خرچ آتا ہےاور یہ فیس آرڈیننس 1971 میں بھی شامل ہے۔

(ج) ایک پیسٹی سائیڈز ٹیسٹنگ لیبارٹری کے قیام پر تقریباًدس کروڑ روپے کا خرچ آتا ہے اس لئے ہر ضلع میں پیسٹی سائیڈ کوالٹی کنٹرول لیبارٹری کا قیام بہت مہنگا ہو گااور کوالٹی کنٹرول پروگرام کو موثر طور پر چلانا بھی مشکل ہو گا۔تاہم بہاولپور میں لیبارٹری کا قیام اس سال سے عمل میں لایا جارہاہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میراsupplementary questionیہ ہے کہ کاٹن کے حوالے سےpesticideکا استعمال انتہائی زیادہ ہے اور اس حوالے سے فیلڈ میں سے بہت ساری شکایات مسلسل آتی رہتی ہیں تو اس میں ان سے میراquestionیہ ہے کہ ان تین لیبارٹریز کے علاوہ حکومت ہر ضلع کی سطح پر لیبارٹریز بنانے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے تاکہ فوری جواب بھی آسکے اور سدباب بھی ہو سکے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر ایگریکلچر!

وزیر زراعت: جناب سپیکر! جیسے ڈاکٹر صاحب نے خود بھی یہ کہا ہے کہ بہت بڑی لیبارٹریز، ایک ملتان، ایک فیصل آباد اور ایک کالا شاہ کاکو لاہور میں ہے۔ اس بجٹ میں ہم نے چوتھی لیبارٹری رکھی ہے جو ان کے شہر بہاولپور میں بنی ہے اور وہ in process ہے۔ تین بہت بڑی لیبارٹریز کام کر رہیں ہیں ہم نے انہی کے ذریعے اس کو کنٹرول کیا ہے اور انشاء اللہ بہاولپور میں بھی ہماری ایک لیبارٹری بنے گی۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں ایوان کی صرف اس طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ اس سے پہلے بھی بہاولپور میں کھجور کا ایک ریسرچ اسٹیشن بنایا گیا تھا۔ اس میں 21 اہلکار رکھے تھے۔ 3 افسران کے بارے میں تو ہم نہیں کہتے۔ باقی 18 ملازم جو مالی، بیلدار اور جمعدار رکھے گئے تھے صرف ایک جمعدار بہاولپور کے حصے میں آیا باقی سب فیصل آباد، منڈی بہاؤالدین اور گوجرانوالہ سے آئے تھے تو میں منسٹر صاحب سے یقین دہانی چاہتا ہوں کہ بہاولپور میں یہ جو لیبارٹری قائم کی جارہی ہے اس کا چھوٹا عملہ بہاولپور ہی سے لیا جائے پھر اس کو فیصل آباد، منڈی بہاؤالدین اور گجرات سے نہ بھیجا جائے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر ایگریکلچر!

وزیر زراعت: جناب سپیکر! میں نے ڈاکٹر صاحب کو اس question کے جواب میں بھی کہا تھا بلکہ آپ کو یاد ہوگا کہ وہاں پر بات ہوئی تھی۔ انہوں نے اس کا جواب یہ دیا تھا کہ وہاں کے لوگوں نے apply کیا تھا لیکن وہ اس پر fit نہیں آرہے تھے لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جس گریڈ کی recruitment ہوگی، جس لیول پر ہوگی وہ انشاء اللہ آپ ہی کے ریجن سے کی جائے گی یہ تو میں ensure کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ next question ہے، سید احسان اللہ وقاص صاحب۔ یہ سوال pending کیا گیا تھا کیونکہ منسٹر صاحب تشریف فرما نہیں تھے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 6480 ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ میں نے مارکیٹ کمیٹیوں کے حوالے سے سوال کیا تھا۔ اس کے مختلف ایڈمنسٹریٹر اور چیئرمین رہے ہیں

اب اگرچہ تبدیل ہو چکے ہیں، مارکیٹ کمیٹیوں کے چیئرمین مقرر کرنے کا معیار کیا ہے؟ وہ لوگ یہاں کاروبار کر رہے ہوتے ہیں اور نہ ان کا زراعت سے کوئی تعلق ہوتا ہے، ان کو اٹھا کر مارکیٹ کمیٹی کا چیئرمین بنا دیا جاتا ہے۔ یہ صرف politically oblige کرنے کے لئے کیا جاتا ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کسی کو مارکیٹ کمیٹی کا چیئرمین مقرر کرنے کا معیار کیا ہے؟

وزیر زرعی مارکیٹنگ: جناب سپیکر! اس میں سید احسان اللہ وقاص صاحب نے جو نکات اٹھائے ہیں، اس کے مطابق چیئرمین مارکیٹ کمیٹی کی qualification کے مطابق کاشتکار ہونا لازمی ہوتا ہے، وہ باکردار ہو، اس علاقے کا رہنے والا ہو اور میٹرک پاس ہو۔

سید احسان اللہ وقاص: انھوں نے میاں طلعت کا ذکر کیا ہے جو چیئرمین مارکیٹ کمیٹی لاہور رہے ہیں۔ وہ کاشتکار ہیں اور نہ انھوں نے کبھی مارکیٹنگ کا کام کیا ہے وہ ایک پراپرٹی ڈیلر تھے۔ وہ چار سال لاہور کی سب سے بڑی مارکیٹ کے چیئرمین رہے ہیں۔ میں نے یہ صرف ان کی توجہ کے لئے عرض کر دیا ہے کیونکہ اس کا جواب انھیں بھی پتا ہے اور مجھے بھی پتا ہے۔

وزیر زرعی مارکیٹنگ: جناب سپیکر! شاہ صاحب نے ہاؤس میں یہ بات کی تھی تو ہم نے اس پر انکوائری کروائی تھی اور آپ کو رپورٹ پیش کی گئی۔ اس میں انھوں نے ثابت کیا کہ وہ کاشتکار بھی ہیں وہ معاملہ تو اس وقت حل ہو گیا تھا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، راجہ ریاض صاحب!

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! نمبر 4 پر ہے کہ مارکیٹ کمیٹی سنگھ پورہ لاہور نصیر احمد سماں۔ انھوں نے کہا ہے کہ یہ پہلی دفعہ مارکیٹ کمیٹی کے چیئرمین ہوئے ہیں۔ حالانکہ یہی شخص تین سال پہلے گجرات مارکیٹ کمیٹی کے چیئرمین رہے ہیں۔

وزیر زرعی مارکیٹنگ: جناب سپیکر! میں نے یہ نہیں کہا کہ یہ پہلی دفعہ چیئرمین مقرر ہوئے ہیں یہ وہاں پر ایڈمنسٹریٹر appoint ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: اعجاز احمد سماں!

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب والا! اس میں انھوں نے بریکٹ ڈال کر لکھا ہے کہ لاہور کی تمام مارکیٹ کمیٹیوں کے ایڈمنسٹریٹر / چیئرمین / وائس چیئرمین پہلی مرتبہ منتخب ہوئے ہیں۔ اس سے قبل وہ کسی بھی مارکیٹ کمیٹی کے کبھی ممبر رہے اور نہ ہی ان مارکیٹوں میں کاروبار کرنے کا کوئی بھی

تجربہ ہے۔اس میں oblique ڈال کر ہر چیز کو علیحدہ علیحدہ کر کے بیان کیا ہے اور بھرپور طریقے سے جواب دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، قاسم نون صاحب!

وزیر زرعی مارکیٹنگ: جناب سپیکر! جب یہ سوال محترم فاضل ممبر نے کیا تھا۔ اس وقت کے حوالے سے پہلی دفعہ کا لفظ تھا کہ یہ پہلی دفعہ ایڈمنسٹریٹر لاہور مارکیٹ کمیٹی سنگھ پورہ کے appoint ہوئے ہیں۔اس میں تو کوئی ابہام نہیں ہے۔ یہ لفظوں کا ہیر پھیر کر رہے ہیں۔

چودھری اعجاز احمد سماں: انھوں نے جو کتابچہ پیش کیا ہے۔ اسی کے مطابق انھوں نے ہر چیز کو categorically علیحدہ علیحدہ خود لکھا ہے۔ یہ اپنی لاعلمی بیان کر دیں کہ غلطی ہو گئی ہے تو معافی ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: کہیں پر clerical mistake ہو جاتی ہے۔ سید احسان اللہ وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ آپ خود کاشتکار ہیں۔ آپ کو اس معاملے میں favour کرنی چاہئے۔ میں تو کاشتکار نہیں ہوں میں تو آپ کے حقوق کی آواز بلند کر رہا ہوں۔ یہ مارکیٹ کمیٹیوں میں ایسے لوگوں کو اٹھا کر بھیج دیتے ہیں کہ جن کو مارکیٹوں کا پتا ہوتا ہے اور نہ ان کو وہاں کے کاروبار کا پتا ہوتا ہے۔اس کی وجہ سے زمیندار کو قیمت بہت کم ملتی ہے اس لئے میں اس کے بارے میں وزیر موصوف سے درخواست کروں گا کہ اس کے رولز تبدیل کئے جائیں اور سیاسی رشوت کے طور پر لوگوں کو مارکیٹ کمیٹیوں کا چیئرمین نہ بنایا جائے۔ میاں طلعت صاحب کے متعلق ان کو پتا ہے۔ انھوں نے ساری انکوائری کی ہوئی ہے وہ پراپرٹی ڈیلر ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ وزیر صاحب یہ اچھی تجویز ہے۔ محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! پہلے تو میں سمجھتی ہوں کہ وزیر صاحب کو بات کرنے سے پہلے دیر سے آنے پر معذرت کرنی چاہئے تھی کہ ایک گھنٹہ ان کی وجہ سے سوالات pending رہے ہیں لیکن انھوں نے یہ بھی کرنے کی زحمت گوارا نہیں کی۔ میرا سوال نمبر 8263 ہے۔

مارکیٹ کمیٹی کوٹ لکھپت لاہور سے متعلقہ تفصیلات

*8263 محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: کیا وزیر زرعی مارکیٹنگ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) مارکیٹ کمیٹی کوٹ لکھپت لاہور کب قائم کی گئی تھی؟

(ب) اس کمیٹی کی سال 2005,2004,2003 کی آمدن اور اخراجات کی تفصیل دی جائے؟

(ج) اس کمیٹی کی آمدن کے ذرائع کیا کیا ہیں؟

(د) اس کمیٹی کی کتنی گاڑیاں ہیں اور یہ جن افراد کے زیر استعمال ہیں ان کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل دی جائے؟

(ہ) ان گاڑیوں کے سال 05-2004 اور 06-2005 کے مرمت اور پٹرول/ڈیزل کے اخراجات کی تفصیل دی جائے؟

(و) اس مارکیٹ کا ایڈمنسٹریٹر کون ہے اس کے چیئرمین کا انتخاب کیونکر نہیں کیا جارہا ہے؟

وزیر زرعی مارکیٹنگ:

(الف) مارکیٹ کمیٹی کوٹ لکھپت لاہور کا قیام 7۔مارچ 1978 کو عمل میں آیا۔

(ب) اس کمیٹی کی سال 2003،2004،2005 کی آمدن اور اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

سال	کل آمدن	کل اخراجات
2003	-/82,14,471روپے	-/1,67,83,088روپے
2004	-/79,63,781روپے	-/1,33,71,598روپے
2005	-/1,28,49,920روپے	-/1,48,58,215روپے

(ج) کمیٹی ہذا کی آمدن کے ذرائع درج ذیل ہیں۔

1۔ لائسنس فیس

2۔ مارکیٹ فیس

3۔ کرایہ جات

4۔ متفرق آمدن

5۔ نیلامی سائیکل سٹینڈ، نیلامی بیت الخلاء

6۔ عدالتی جرمانہ جات / مصالحت فیس وغیرہ

(د) کمیٹی ہذا کے پاس دو عدد گاڑیاں ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

1۔ کلٹس LRP-6515 مارکیٹ کمیٹی کوٹ لکھپت (A) کلاس ہے۔ حکومت پنجاب نے (A) کلاس مارکیٹ کمیٹی کو 1000 cc کار استعمال کرنے کی

اجازت دی ہے۔لہذا گاڑی مذکورہ مارکیٹ کمیٹی کوٹ لکھپت لاہور
کے زیر استعمال ہے اور بذریعہ ایڈمنسٹریٹر چودھری سجاد احمد سندھو
استعمال ہو رہی ہے۔

2۔ پجارو LHY 5482 یہ گاڑی کمیٹی ہذا کے پاس سرپلس تھی۔جو سپیشل سیکرٹری زرعی مارکیٹنگ حکومت پنجاب کے دفتر میں انتظامی پول ڈیوٹی پر ہے

(ہ) گاڑیوں پر اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

گاڑی نمبر LHY 5482 پجارو	2004-05	2005-06
پٹرول	NIL	NIL
مرمت	1,21,180/- روپے	32,670/- روپے
گاڑی نمبر LRP 6515 کلٹس		
پٹرول	1,12,915/- روپے	1,09,249/- روپے
مرمت	61,622/- روپے	37,450/- روپے

(و) اس مارکیٹ کمیٹی کے موجودہ ایڈمنسٹریٹر چودھری سجاد احمد سندھو ہیں۔
حکومت پنجاب نے تاحال مارکیٹ کمیٹیوں کے چیئرمین کے انتخاب کے لئے کوئی تاریخ مقرر نہ کی ہے۔جونہی اس بارے میں فیصلہ ہو گا چیئرمین مارکیٹ کمیٹی کوٹ لکھپت کا انتخاب بھی مروجہ قانون کے مطابق کر لیا جائے گا۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز (ب) میں پوچھا گیا تھا کہ کوٹ لکھپت مارکیٹ کمیٹی کی آمدن اور اخراجات کی تفصیل کیا ہے؟

جناب سپیکر! 2003 میں آمدن 82 لاکھ اخراجات ایک کروڑ 67 لاکھ روپے 2004 میں 79 لاکھ روپے آمدن اخراجات ایک کروڑ 33 لاکھ روپے اور 2005 میں ایک کروڑ 28 لاکھ روپے آمدن اخراجات ایک کروڑ 48 لاکھ روپے۔میرا سوال یہ ہے کہ اخراجات سے ان کی مراد کیا ہے اور یہ اخرجات کہاں کئے جاتے ہیں اس کی تفصیل دیں۔دوسری بات یہ ہے کہ 2005 کل آمدن اچانک لاکھوں سے کروڑوں روپے میں آ گئی ہے۔پہلے کیا ہو رہا تھا کہ آمدن کم تھی اور 2005 میں بڑھ گئی۔

جناب سپیکر: وزیر زرعی مارکیٹنگ!

وزیر زرعی مارکیٹنگ: جناب سپیکر! اس پر تو محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ کو سراہنا چاہیئے کہ مارکیٹ کمیٹی کا ریونیو بڑھا ہے۔یہ کریڈٹ حکومت پنجاب کو جاتا ہے۔دوسری بات ذرائع آمدن کی

بات ہے تو اس میں لائسنس بھی ہیں، مارکیٹ فیس بھی ہے، کرایہ جات ہیں، مختلف نیلامیاں ہوتی ہیں اور عدالتی جرمانہ جات وغیرہ آمدن میں شمار ہوتے ہیں۔ جہاں تک اخراجات کا تعلق ہے تو اس میں مارکیٹ کمیٹی کے لئے حکومت پنجاب نے جو رولز بنائے ہوئے ہیں۔ اس کے تحت وہ اپنے ڈویلپمنٹ پروگرام اور تجاویز کے لئے need assessment committee ہر ضلع میں بنی ہوئی ہے جن کو ڈی سی او چیئر کرتے ہیں۔ یہ کمیٹیاں ان کے پراجیکٹ کو دیکھتی ہیں اور اس کی منظوری دیتی ہیں اور پھر ڈیپارٹمنٹ کو بھیجتی ہیں۔ حکومت پنجاب کا زرعی مارکیٹنگ ڈیپارٹمنٹ ان کی تجاویز کو جو ان کمیٹیوں کے through آتی ہیں منظور کر کے واپس بھجواتا ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! افسوس کی بات ہے کہ آج سارا دن جتنے بھی سوالات ہوئے ہیں concerned topic پر کسی وزیر نے جواب نہیں دیا اور بات ادھر ادھر گھمائی جارہی ہے۔ میں نے اخراجات کی تفصیل کے بارے میں پوچھا تھا کہ کیا ہوئے ہیں۔ جس پر 2003، 2004 اور 2005 میں بھی کروڑ روپیہ خرچ کیا گیا۔ میں نے specific سوال پوچھا تھا کہ پہلے آمدن کم کیوں تھی۔ وہ کریڈٹ بھی پنجاب گورنمنٹ کو ہی جاتا ہے کیونکہ 2003، 2004 اور 2005 میں بھی یہی گورنمنٹ تھی۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ 2003 اور 2004 میں ایسا کیا ہوا کہ وہاں پر آمدن کم تھی؟

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ اس وقت جو موجودہ ایڈمنسٹریٹر چودھری سجاد احمد سندھو صاحب ہیں وہ کب سے ایڈمنسٹریٹر ہیں اور ان کو کس کی سفارش پر بھرتی کیا گیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر زرعی مارکیٹنگ!

وزیر زرعی مارکیٹنگ: جناب سپیکر! جہاں تک سجاد احمد سندھو صاحب کی appointment کا تعلق ہے یہ stop gap arrangement ہے جب تک نئے چیئرمین منتخب ہو کر ضلعی اسمبلیوں کے ذریعے جو پینلز ہوتے ہیں، نہیں آتے۔ ویسے بھی سجاد احمد سندھو کوٹ لکھپت کے ایڈمنسٹریٹر 28-09-05 کو appoint ہوئے۔ جہاں تک اخراجات کا تعلق ہے تو اس میں مختلف کیٹیگریز ہیں، سٹاف کی تنخواہیں ہوتی ہیں، وہاں پر ڈویلپمنٹ ہوتی ہے اور جو بھی منڈی کی حالت کو بہتر کرنے کے لئے صفائی کی بات ہے تو وہاں پر صفائی کے حوالے سے جو معاملات کو بہتر کرنے کے لئے اخراجات ہوتے ہیں وہ ساری تفصیل اس میں شامل ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال رانا ثناء اللہ خان صاحب کا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: سوال نمبر 6926۔ یہ صفحہ 26 پر ہے۔

زرعی سائنسدانوں کے سپیشل الاؤنس میں اضافے کا مسئلہ

*6926۔ رانا ثناء اللہ خان: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ شعبہ زراعت سے متعلق سائنسی تحقیق کے لئے سرے سے کوئی فنڈ مختص نہ کیا جاتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ زرعی سائنسدانوں کا سپیشل الاؤنس جو 27 سال قبل 150 روپے مقرر کیا گیا تھا، اس میں تاحال کوئی اضافہ نہ کیا گیا ہے؟

(ج) اگر جواب اثبات میں ہے تو حکومت اس صورتحال کی اصلاح کے لئے کیا اقدامات کر رہی ہے تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر زراعت:

(الف) یہ درست نہ ہے کیونکہ سائنسی تحقیق کے لئے فنڈز ہر مالی سال کے شروع ہونے پر مختص کئے جاتے ہیں۔ پچھلے پانچ مالی سالوں 01-2000 تا 05-2004 کے سائنسی تحقیق کے لئے فنڈز کی تفصیل برائے ادارہ ہذا درج ذیل ہے:۔

ایوب زرعی تحقیقاتی ادارہ فیصل آباد کے سائنسی تحقیق کے لئے مختص کئے گئے فنڈز کی پانچ سالوں (01-2000 تا 05-2004) کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

(روپوں میں)

سال	تنخواہ اور الاؤنسز	سائنسی تحقیقی فنڈز	میزان
2000-01	26,54,00,000/-	8,06,06,000/-	34,60,06,000/-
2001-02	28,27,00,000/-	8,96,08,000/-	37,23,08,000/-
2002-03	37,27,08,000/-	9,52,00,000/-	46,79,08,000/-
2003-04	37,10,26,000/-	12,08,30,000/-	49,18,56,000/-
2004-05	39,77,61,000/-	10,39,40,000/-	50,17,01,000/-
میزان	1,68,95,95,000/-	49,01,84,000/-	2,17,97,79,000/-

(ب) حکومت پنجاب فنانس ڈیپارٹمنٹ نے بذریعہ چٹھی نمبر FD(PC)-14-1/78 مورخہ 15-02-1978 کے تحت special pay سابق پنجاب سول سرونٹس revision pay رولز 1977 کے نیشنل پے سکیل 17 (900-50-1150/60-1750) میں کام کرنے

والے محکمہ زراعت اور لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ کے سپروائزری افسران کی دی تھی۔ حکومت پنجاب فنانس ڈیپارٹمنٹ کی مورخہ 01-01-22 کی چٹھی کے تحت نئے جاری شدہ بنیادی پے سکیل گریڈ 17 کی شرح (6210-465-15510) مقرر کی گئی ہے لیکن special pay کی مالیت وہی ہے جو آج سے 27 سال قبل مقرر کی گئی تھی۔

(ج) اب یہ تجویز محکمہ زراعت حکومت پنجاب کے زیر غور ہے کہ زرعی سائنس دانوں کا service structure بہتر بنایا جائے۔ امید ہے کہ محکمہ زراعت (تحقیق ونگ) کے گریڈ 150+17 کی سپروائزری اسامیوں کو بنیادی سکیل 18 میں upgrade کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اس میں، میں نے سوال یہ کیا تھا کہ زراعت میں تحقیق کے لئے کوئی فنڈ مختص نہیں کیا جاتا اور یہی وجہ ہے کہ ہماری زراعت کی جو حالت ہے وہ بہت بری ہے اور دن بدن انحطاط کا شکار ہے۔ اب انہوں نے جواب یہ دیا ہے کہ یہ درست نہ ہے لیکن اس کے بعد جو انہوں نے تفصیل دی ہے اس میں یہ پانچ سالوں کا بتایا ہے، اس میں 2۔ ارب 70 کروڑ 97 لاکھ روپے ٹوٹل خرچ ہوا ہے یعنی یہ جو ایوب زرعی تحقیقاتی ادارہ فیصل آباد ہے اور اس میں سے ایک ارب 68 کروڑ 95 لاکھ روپے تنخواہ اور الاؤنسز کے ہیں اور 49 کروڑ آپریشنل فنڈز ہیں۔ میرا وزیر موصوف سے یہ سوال ہے کہ جب تنخواہ اور الاؤنسز کے لئے یہ پیسے ہیں اور آپریشنل فنڈز ہیں تو اس میں سے زرعی تحقیق کے لئے اور نئی تحقیق کے لئے انہوں نے کتنے پیسے خرچ کئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر زراعت!

وزیر زراعت: جناب سپیکر! یہ تو dispose of ہو گیا تھا۔ یہ کون سا سوال ہے؟

جناب سپیکر: ابھی میں نے announce کیا ہی تھا تو ان کی entry ہو گئی تھی اس لئے ٹائم دیا گیا ہے۔

وزیر زراعت: یہ کون سا question ہے؟

جناب سپیکر: یہ صفحہ نمبر 26 پر ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: یہ صفحہ 26 پر ہے زرعی سائنسدانوں کے سپیشل الاؤنسز میں اضافے کا مسئلہ۔ سوال نمبر 6926 ہے۔

جناب سپیکر! وزیر موصوف کا حال دیکھیں کہ وہ ایک طرف کہہ رہے ہیں کہ کون سا سوال ہے اور دوسری طرف کہہ رہے ہیں کہ یہ dispose of ہو چکا ہوا ہے۔ یعنی پتا انہیں سارا ہی ہے۔

وزیر زراعت: رانا صاحب! یہ بات نہیں ہے۔ یہ پہلے dispose of ہو چکا تھا۔ جناب! پہلے آپ نے dispose of کیا اور اس کے بعد پھر آپ نے بلا لیا ہے۔ میں تو یہ دیکھ رہا تھا کہ کون سے سوال کی دوبارہ باری آ گئی ہے رانا صاحب کیا فرماتے ہیں؟

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ ذرا دوبارہ دہرا دیں۔ سوال نمبر 6926 ہے۔ لودھی صاحب! ابھی تشریف رکھیں پہلے ضمنی سوال سن لیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میرا وزیر موصوف سے یہ سوال ہے کہ کیا یہ درست ہے کہ زراعت سے متعلق سائنسی تحقیق کے لئے سرے سے کوئی فنڈ مختص نہ کیا جاتا ہے۔ انہوں نے یہ جو تفصیل دی ہے اس سے میرا یہ سوال درست ثابت ہوتا ہے جب انہوں نے کہا کہ یہ درست نہ ہے اس کی وضاحت فرما دیں؟

وزیر زراعت: میں نے اس کا چارٹ دیا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: یہ جو آپ نے چارٹ دیا ہے اس میں تنخواہ، الاؤنسز اور آپریشنل فنڈز ہیں۔ میرا version یہ ہے کہ تنخواہ، الاؤنسز اور آپریشنل فنڈز جو ہیں یہ نئی ریسرچ کے لئے پیسے نہیں ہیں۔

وزیر زراعت: آپ نے تنخواہ اور الاؤنسز کو چھوڑ کر جو بقایا رقم آپریشنل ہے وہ کہاں پر خرچ ہوتی ہے؟ دوسری بات یہ ہے کہ میں نے پچھلی دفعہ بھی آپ کی کٹ موشن میں جواب دیا تھا کہ ہمیں 2۔ارب روپیہ اس دفعہ سنٹر نے تقسیم کیا ہے یعنی اس میں انہوں نے اس سال ہمیں پچاس کروڑ روپیہ اس کی ریسرچ کے لئے دیا ہے لیکن آپریشنل کہاں پر ہم نے کرنا ہے، ریسرچ کرتے ہیں، جانچ پڑتال کرتے ہیں، اس کو pre basic بناتے ہیں پھر basic بناتے ہیں پھر اس کو expend کرتے ہیں۔ جو پٹرول POL وغیرہ نکال کر جو آپریشنل ہے رانا صاحب مجھے بتا دیں کہ وہ کیا ہوتا ہے؟

جناب سپیکر: ان کا مطلب ہے کہ جو آپریشنل ہے وہ تحقیق پر ہم پیسا خرچ کرتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اب وزیر موصوف کو کون سمجھائے کہ نئی ریسرچ اور آپریشنل دو مختلف چیزیں ہیں۔ یہ تفصیل دیکھ لیں ان کے پاس ہو گی یہ تو سارا POL اور اس قسم کے معاملات ہیں یعنی آپریشنل فنڈز مختلف ہیں۔ منسٹر صاحب یہ بتائیں کہ زراعت میں نئے بیج اور نئی ڈویلپمنٹس پر تحقیق کرنے کے لئے انہوں نے کتنے پیسے خرچ کئے اور کتنا فنڈ انہوں نے مختص کیا ہے؟ یہ آپریشنل فنڈز ہیں اور یہ تنخواہ اور الاؤنسز ہیں۔ انہوں نے پچھلے پانچ سالوں میں ریسرچ پر کوئی پیسا خرچ نہیں کیا۔

جناب سپیکر: جی، وزیر زراعت!

وزیر زراعت: جناب سپیکر! ریسرچ کہاں سے ہو رہی ہے۔ ہم نئی ورائٹی لے کر آئے ہیں اس پیداوار کو ہم ایک کروڑ 12 لاکھ گانٹھ پر لے گئے ہیں یہ ریسرچ نہیں ہو رہی تو اور کیا ہو رہی ہے؟ ان کا شہر فیصل آباد ہے اور اس دفعہ سنٹر نے ہمیں اسی وقت پچاس کروڑ روپیہ اسی ریسرچ کے لئے دیا ہے۔ یہ POL نکال کر باقی جو پیسا ہے وہ کہاں پر جاتا ہے، وہ ریسرچ پر ہی ختم ہوتا ہے۔ اس کو expend کرنے پر ختم ہوتا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اب یہ کہہ رہے ہیں کہ وہ پیسا کہاں پر جاتا ہے؟ ہم تو ان کو کہتے ہیں کہ وہ پیسا آپ کھا پی جاتے ہیں اِدھر اُدھر ہو جاتا ہے۔

وزیر زراعت: کون کھا پی جاتا ہے؟

رانا ثناء اللہ خان: یہ ہم سے پوچھ رہے ہیں کہ وہ پیسا کہاں جاتا ہے۔

وزیر زراعت: رانا صاحب! پھر اتنی بڑی ترقی کہاں سے ہو گئی؟

رانا ثناء اللہ خان: کہاں پر ترقی ہوئی ہے؟ زراعت کا تو بُرا حال ہے اور آپ سبزیاں اور آلو وغیرہ باہر سے منگوا رہے ہیں۔ یعنی باہر سے آپ ہر چیز منگوا رہے ہیں۔

وزیر زراعت: جناب سپیکر! ان سے پہلے clear کروائیں کہ یہ کیا سوال کرنا چاہتے ہیں؟ اگر آپ اجازت دیں کہ یہ درست نہ ہے کہ سائنسی تحقیق کے لئے فنڈز ہر سال کے شروع ہونے پر مختص کئے جاتے ہیں۔ پچھلے مالی سال میں 2001 to 2005 کے سائنسی تحقیق کے لئے فنڈز کی تفصیل ضمیمہ میں دی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: لودھی صاحب! اصل confusion اس بات پر ہے کہ آپ نے جواب میں جو لکھا ہے ایک تو مد تنخواہ اور الاؤنسز کی ہے، دوسری مد آپریشنل فنڈز کی ہے۔ رانا صاحب کا سوال یہ ہے کہ یہ آپریشنل فنڈز جو ہیں اس مد میں جتنا پیسا آپ نے رکھا ہے وہ تحقیق پر خرچ نہیں ہوتا اور آپ کا یہ جواب ہے کہ آپریشنل فنڈز جو ہیں وہ جو POL کے علاوہ رقم بچتی ہے وہ تحقیق کے لئے خرچ ہوتی ہے۔ اگر آپ علیحدہ لکھ دیتے کہ POL کے لئے کتنا فنڈ تھا، تحقیق کے لئے کتنا فنڈ تھا تو کوئی confusion نہیں تھی۔ بہر حال آئندہ ذرا جواب آئے تو پھر خیال رکھئے گا۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہ ایک ایسا شعبہ ہے جس سے 70 فیصد آبادی اور تقریباً 35 فیصد ہماری manpower اس سے وابستہ ہے۔ اب آپ اس میں یہ دیکھیں کہ انہوں نے ٹوٹل پچھلے سال جو ریسرچ پر خرچ کیا ہے وہ 10 کروڑ 39 لاکھ 40 ہزار روپیہ ہے اب اگر اس میں سے POL نکال لیں تو جس مد میں یہ کہہ رہے ہیں وہ صرف 39 لاکھ 40 ہزار روپے یا صرف 40 ہزار روپے بچے گا۔ زراعت کا یہ حال ہے یعنی زراعت کی تحقیق کے لئے صرف یہ خرچ کر رہے ہیں۔ 70 فیصد آبادی پر ان کا خرچ کرنے کا یہ حال ہے اور ان کے گورنمنٹ ہاؤسز کا آپ خرچہ دیکھیں تو ایک ایک گورنمنٹ ہاؤس کا خرچہ اس زرعی تحقیق پر ہونے والے خرچ سے زیادہ ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ انہوں نے جو آپریشنل فنڈز میں دیا ہے یہ ریسرچ پر خرچہ نہیں ہے یہ تنخواہ و الاؤنسز اور آپریشنل فنڈز ہیں۔ انہوں نے پچھلے سالوں میں ریسرچ کے لئے کچھ خرچ نہیں کیا۔

جناب سپیکر: آپ کا مقصد ہے کہ ریسرچ پر زیادہ روپیہ خرچ ہونا چاہئے۔

رانا ثناء اللہ خان: انہوں نے اپنے جواب میں کہا ہے کہ پچاس کروڑ روپیہ ہمیں پچھلے سال وفاق نے ایگریکلچر ریسرچ پر خرچ کرنے کے لئے دیا تھا تو پچاس کروڑ میں سے 40 چالیس کروڑ کہاں لے گئے؟ پچھلے سال ٹوٹل 10 کروڑ 39 لاکھ 40 ہزار روپیہ آپریشنل فنڈز کی مد میں خرچ کیا گیا تو یہ انتہائی افسوسناک پہلو ہے کہ ایک ایسا صوبہ جس کی base مکمل زراعت پر ہے اور ہماری حالت اس وقت اتنی بُری ہے کہ ہم سبزیاں، آلو، پیاز وغیرہ اپنے ہمسایہ ملک سے منگوا رہے ہیں۔ یہ تحقیق پر ان کا خرچہ صفر ہے۔ یہ کچھ خرچ نہیں کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: لودھی صاحب! آئندہ بجٹ میں تحقیق کے لئے زیادہ سے زیادہ پیسا رکھا جائے۔

وزیر زراعت: جناب سپیکر! میں تو اس بات سے اصولی طور پر متفق ہوں کہ تحقیق پر زیادہ پیسا

خرچ ہونا چاہئے لیکن یہ جو آگے چلتے ہیں کہ پیاز کی بار دیکھیں، آلو کی بار دیکھیں، کپاس کی بار دیکھیں تو پھر پیداوار کی بھی بات کریں ناں۔ اگر ہم نہیں خرچ کرتے تو اس کے باوجود بھی ہم اس کی ریکارڈ پیداوار ہو رہی ہے یہ اس کی بھی بات کریں۔

جناب سپیکر: اس میں مزید بہتری کی گنجائش ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہ ریکارڈ انہوں نے صرف books میں قائم کئے ہوئے ہیں، کوئی ریکارڈ وغیرہ نہیں ہے اور اب یہ کب خرچ کریں گے اب تو ان کے جانے کا وقت ہے اب انہوں نے خرچ کیا کرنا ہے۔ جناب! میرا آخری ضمنی سوال یہ ہے کہ میں نے یہ پوچھا تھا کہ زرعی سائنسدانوں کا سپیشل الاؤنس جو 27 سال قبل ڈیڑھ سو روپیہ مقرر کیا گیا تھا اس میں تاحال کوئی اضافہ نہ کیا گیا۔ اب اس کا جو انہوں نے جواب دیا ہے وہ یہ ہے کہ اب یہ تجویز محکمہ زراعت حکومت پنجاب کے زیر غور ہے کہ زرعی سائنسدانوں کا سروس سٹرکچر بہتر بنایا جائے۔ امید ہے کہ محکمہ زراعت تحقیق ونگ کی سپروائزری اسامیوں کے بنیادی سکیل 20 میں اپ گریڈ کر دیا جائے گا۔ انہوں نے یہاں پر یہ تسلیم کیا ہے کہ واقعی سپیشل پے سکیل کی مالیت وہی ہے جو آج سے 27 سال قبل مقرر کی گئی تھی۔ میرا خیال ہے کہ یہ کسی اور محکمہ سے کہیں سے مثال نہیں لا سکتے کہ کوئی چیز آج سے 27 سال پہلے جو مقرر کی گئی تھی اب تک وہی ہے۔ لودھی صاحب! آپ جوابات کی کاپی دیکھیں تو آپ نے جز(ب) میں کی آخری لائن میں آپ نے کہا ہے کہ سپیشل پے کی مالیت وہی ہے جو آج سے 27 سال پہلے مقرر کی گئی تھی۔ اس کے بعد جز(ج) کے جواب میں آپ نے کہا ہے کہ سروس سٹرکچر کو بہتر بنانے کے لئے حکومت پنجاب غور کر رہی ہے۔ یہ غور کب کر رہی تھی جب آپ نے جواب دیا ہے اور یہ جواب 05-06-26 کو دیا ہے۔ ان کے غور کرتے کرتے بھی تقریباً ایک سال ہو گیا ہے۔ یہ فرمائیں کہ یہ غور اب تک کہاں پہنچا ہے اور 27 سال میں ڈیڑھ سو کا ڈیڑھ سو رکھنے کی کیا وجہ ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر زراعت!

وزیر زراعت: جناب سپیکر! میں نے یہاں پر بھی یہ درج کیا ہے کہ یہ حقائق ہیں کہ ہمارے افسران جو 17 گریڈ میں کام کرتے ہیں ان کا سٹرکچر بہتر اس لئے نہ ہو سکا کہ وہ litigation میں گئے ہوئے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ جن کو سکیل 17 سے 18 میں جانا چاہئے تھا، 18 سے 19 میں جانا چاہئے تھا لیکن یہ افسران litigation میں گئے اور پھر حکومت نے یہ سوچا کہ سکیل 17 اور 18 کے درمیان میں جو highest pay پر چلے گئے ہیں ان کو ریلیف دیا جائے لہذا ان کو 150 روپے کا

ریلیف دے دیا گیا لیکن اس کا مختصر جواب یہ ہے اور میں نے پہلے بھی آپ سے گزارش کی ہے کہ ہم نے اس کو seriously لیا ہے۔ یہ جو آپ کہتے ہیں کہ اس پر کتنے سال لگیں گے۔ اب کتنے سالوں کی بات نہیں ہے اب ایک کمیٹی بن چکی ہے اور ہم اس کی restructuring کر رہے ہیں۔ ہم اس کی لائنیں سیدھی لے کر جا رہے ہیں۔ 17 سے 18، 18 سے 19 اور وہ کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس میں دیر نہیں ہے۔ اس سلسلہ میں چیف سیکرٹری کی سربراہی میں ایک کمیٹی بن چکی ہے اور اس کو reshape کر کے ان کی حق رسی کریں گے اور اس سلسلہ میں میں خود admit کرتا ہوں کہ ان کی حق رسی ہونی چاہئے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! جو بات واضح ہو اس کو بھی اس طرح سے گول مول کر کے آگے بڑھا دیا جائے گا تو میرا خیال ہے کہ وقفہ سوالات کا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے۔ اب بات یہ ہے کہ انہوں نے کہا ہے کہ چیف سیکرٹری کو بھی کہا ہے، لائنیں سیدھی کر رہے ہیں اس کے بعد آگے بڑھائیں گے۔ بات یہ ہے کہ انہوں نے آج سے تقریباً ایک سال چار ماہ قبل 05-06-26 کو یہ جواب دیا ہے۔ اس میں انہوں نے کہا ہے کہ اب یہ تجویز محکمہ زراعت حکومت پنجاب کے زیر غور ہے کہ زرعی سائنسدانوں کا سروس سٹرکچر بہتر بنایا جائے۔ امید ہے کہ محکمہ زراعت تحقیق ونگ کے گریڈ 17 کی سپروائزری اسامیوں کو گریڈ 18 میں اپ گریڈ کر دیا جائے گا۔ میرے سوال پر یہ نشاندہی ہوئی ہے اور اس نشاندہی پر آج سے تقریباً ایک سال چار ماہ قبل محکمہ کا یہ جواب ہے اور آج اگر وزیر زراعت اس کا definite جواب نہیں دے سکتے تو اس کا مطلب ہے کہ اس حکومت کی زراعت سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ 70 فیصد آبادی کو بنیادی روزگار دینے والے محکمہ کے متعلق اس حکومت کی یہ صورتحال ہے کہ جو بات ایک سال چار ماہ پہلے کر رہے ہیں وہی بات اب پھر کر رہے ہیں کہ چیف سیکرٹری سے کہا ہے، سپیشل کمیٹی بنائی ہے، لائنیں سیدھی کر رہے ہیں۔ لائنیں سیدھی کرتے کرتے ان کے جو 6 ماہ رہتے ہیں وہ بھی گزار دیں گے لیکن ان چار سالوں میں انہوں نے کیا کیا ہے۔ اس کا مجھے definite جواب دیں یا یہ on the floor of the House کہیں کہ ہم نے کچھ نہیں کیا۔ یوں ہی پوزیشن ہے جو ایک سال چار ماہ پہلے تھی یہ اس کو admit کر لیں اس میں کوئی حرج والی بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر زراعت!

وزیر زراعت: جناب سپیکر! اس میں کوئی غلط فہمی نہیں ہونی چاہئے۔ یہ ملازمین کی بات ہے ان کا حق ہے۔ رانا صاحب کوئی ان کے زیادہ ہمدرد نہیں ہیں ہم بھی ان کے ہمدرد ہیں۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ یہ سب کریڈٹ انہی کو جاتا ہے۔ جو یہ پچھلے سال کی بات کر رہے ہیں اس بارے میں عرض کروں گا کہ ہم نے یہ propose کیا ہے کہ جیسے سروس سٹرکچر ہے۔ سکیل 17 سے اپنی سنیارٹی میں 18 میں جائے اور 18 سے 19 میں جائے۔ ہم اس proposal کو وزیر اعلیٰ پنجاب کے پاس لے کر گئے۔ وہ اصولی طور پر اس سے متفق ہوئے اور اس کے بعد detail طے کرنے کے لئے ہم اس کو reshape کر رہے ہیں اور میں یقین دلاتا ہوں کہ ہم ان کو جو آپ desire کرتے ہیں پنجاب حکومت خود سوچ رہی ہے ہم ان کو ان کا حق دلائیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! حکومت پنجاب ایک سال چار ماہ سے سوچ ہی رہی ہے۔ ابھی اس میں اور سوچنا ہے اور یہ فرمادیں کہ کتنی دیر سوچنا ہے؟

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر زراعت: جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

غیر معیاری بیج اور زرعی ادویات کی روک تھام کے لئے حکومتی اقدامات

*6479 سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں غیر معیاری بیج فراہم کرنے والی بے شمار سیڈ کمپنیاں ہیں جو unapproved بیج فراہم کرتی ہیں۔ اس کے علاوہ بے شمار جنرز اور پرائیویٹ لوگ بھی غیر معیاری بیج غیر قانونی طور پر فروخت کرتے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ناقص بیج کی فراہمی اور فروخت کی روک تھام کے لئے صوبائی حکومت کے پاس کوئی بھی قانون اور اختیار موجود نہیں ہے؟

(ج) پنجاب حکومت نے غیر معیاری بیج اور غیر معیاری زرعی ادویات کی فراہمی کی روک تھام

کے لئے کیا اقدامات کئے ہیں کیا اس کے لئے حکومت موثر قانون سازی کا ارادہ رکھتی ہے؟

(د) بیج اور ادویات کا معیار چیک کرنے کے لئے کہاں کہاں اعلیٰ معیار کی لیبارٹریز قائم ہیں اور جنوری 2003 تا دسمبر 2004 کتنے نمونے لے کر ٹیسٹ کئے گئے اور ان کے کیا نتائج آئے؟

وزیرزراعت:

(الف) اس وقت صوبہ پنجاب میں تقریباً 500 سیڈ کمپنیاں کام کر رہی ہیں لیکن ان کی رجسٹریشن اور جانچ پڑتال کی ذمہ داری وفاقی حکومت کے ادارہ فیڈرل سیڈ سرٹیفکیشن اینڈ رجسٹریشن ڈیپارٹمنٹ کے پاس ہے جوان کو سیڈ ایکٹ 1976 کے تحت کنٹرول کرتا ہے، پنجاب حکومت کو اس میں عمل دخل کا کوئی اختیار حاصل نہ ہے۔ اسی طرح جنرز اور پرائیویٹ لوگوں کے بیج کے معیار کو چیک کرنے کا بھی اختیار وفاقی حکومت کے پاس ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ صوبائی حکومت کے پاس بیج کے معیار کو چیک کرنے، فراہمی کو بہتر بنانے اور ناقص بیج کی فروخت کی روک تھام کا کوئی قانونی اختیار نہ ہے۔ اس کا اختیار صرف وفاقی حکومت کی زیر نگرانی فیڈرل سیڈ سرٹیفکیشن اینڈ رجسٹریشن ڈیپارٹمنٹ اسلام آباد کو ہے۔

(ج)

1۔ پنجاب حکومت نے کاشتکاروں کو نہ صرف پنجاب سیڈ کارپوریشن کے ذریعے معیاری بیج فراہم کرنے کا اہتمام کیا ہے بلکہ کاشتکاروں کو اپنی ہی گندم کا بیج معیاری بنانے کے لئے مرکز کی سطح پر سیڈ گریڈرز مہیا کئے ہیں۔

2۔ غیر معیاری بیج کی فراہمی کی روک تھام کے لئے وفاقی حکومت کے دائرہ اختیار میں موجود سیڈ ایکٹ 1976 میں مناسب ترامیم کا اہتمام کیا جا رہا ہے جس میں غیر معیاری بیج کی فراہمی کی روک تھام کے لئے صوبائی حکومت کے کردار کو شامل کرنے کی سفارش کی جا رہی ہے، مجوزہ ترامیم کی منظوری کے بعد پنجاب حکومت ان پر عملدرآمد کرانے کا اہتمام کرے گی۔

3۔ غیر معیاری زہروں کی فروخت کی روک تھام کے لئے پنجاب حکومت نے مندرجہ ذیل اقدامات کئے ہیں:۔

1۔ درآمد کنندہ کو زرعی زہریں پیک کرواکر تقسیم کنندہ کو مہیا کرنے کا پابند کیا گیا ہے۔
2۔ پیکنگ پلانٹ رجسٹرڈ کروانا لازم قرار دیا گیا ہے، کوئی پلانٹ رجسٹریشن کے بغیر پیکنگ نہیں کر سکتا۔ ہر پلانٹ کے ساتھ لیبارٹری بھی لازم ہے۔
3۔ پیکنگ پلانٹ جو زہر پیک کرتا ہے اس کا ریفرنس سیمپل بھی اپنے پاس رکھنے کا پابند ہے۔
4۔ پیکنگ پلانٹس اور زرعی زہروں کے سٹور سے بلا امتیاز نمونے لئے جاتے ہیں اور لیبارٹری سے ان کی کوالٹی چیک کرائی جاتی ہے۔
5۔ ڈیلر حضرات کی ٹریننگ لازمی قرار دی گئی ہے، ٹریننگ کے بعد ہی زرعی زہریں فروخت کرنے کا لائسنس جاری کیا جاتا ہے۔
6۔ بغیر لائسنس کے کوئی آدمی زرعی زہریں فروخت نہیں کر سکتا۔
7۔ درآمد کنندگان و تقسیم کنندگان کو اپنے ڈیلرز بنانے اور ڈیلر شپ سرٹیفکیٹ جاری کرنے کا پابند کیا گیا ہے۔
8۔ دفعہ 26-A کے تحت یہ قانون قابل دست اندازی پولیس بنا دیا گیا ہے۔
9۔ پیسٹی سائیڈ انسپکٹروں پر مشتمل چھاپہ مار پارٹیاں تشکیل دی جاتی ہیں تاکہ لوگ جعلی زرعی زہروں کا کاروبار نہ کر سکیں۔
10۔ اس ایکٹ کے تحت تقسیم کنندہ کو بھی رجسٹرڈ کیا جاتا ہے تاکہ کوئی پارٹی بغیر رجسٹریشن یہ کاروبار نہ کر سکے۔
11۔ کسی بھی تقسیم کنندہ/ڈیلر یا کسی بھی متعلقہ شخص کا نمونہ غیر معیاری/جعلی ثابت ہونے پر ان کے خلاف باقاعدہ FIR درج کروائی جاتی ہے تاکہ جرائم پیشہ افراد کی حوصلہ شکنی ہو۔

(د) بیج کی کوالٹی اور معیار چیک کرنے کے لئے فیڈرل سیڈ سرٹیفکیشن اینڈ رجسٹریشن ڈیپارٹمنٹ اسلام آباد میں قائم ہے جس کے تحت پنجاب کے مختلف اضلاع میں دفاتر اور لیبارٹریز قائم ہیں جو پنجاب سیڈ کارپوریشن و دیگر پرائیویٹ سیڈ کمپنیوں کی اپنے رجسٹرڈ کاشتکاروں کے رقبہ پر بیج کے لئے کاشت کی گئی فصلوں کا معائنہ اور پھر ان بیجوں کو لیبارٹریز میں نیشنل سیڈ سٹینڈرڈ کے مطابق چیک کر کے سرٹیفکیٹ دیتی ہے، تاہم محکمہ زراعت حکومت پنجاب کے زیر انتظام مندرجہ ذیل اعلیٰ معیار کی حامل لیبارٹریز زرعی زہروں کے نمونہ جات کا تجزیہ کرتی ہیں۔

1۔ پیسٹی سائیڈ کوالٹی کنٹرول لیبارٹری، فیصل آباد

2۔ پیسٹی سائیڈ کوالٹی کنٹرول لیبارٹری، کالاشاہ کاکو

3۔ پیسٹی سائیڈ کوالٹی کنٹرول لیبارٹری، ملتان

ان لیبارٹریز میں جنوری 2003 تا دسمبر 2004 حاصل کئے گئے زرعی زہروں کے نمونہ جات کے تجزیہ اور نتائج کی تفصیلات درج ذیل ہیں:۔

نمبر شمار	نام لیبارٹریز	وصول شدہ نمونے	معیاری نمونے	غیر معیاری نمونے	فیصد
1۔	فیصل آباد	2597	2505	92	3.54 %
2۔	کالاشاہ کاکو	3590	3492	98	2.73 %
3۔	ملتان	6129	5918	211	3.44 %
	کل میزان	12316	11915	401	3.26 %

مکئی باجرہ ریسرچ سٹیشن یوسف والا، ساہیوال، سٹاف، ریسرچ فیلوز اور آمدن و خرچ کی تفصیل

*6532 **ملک اصغر علی قیصر**: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) مکئی باجرہ ریسرچ سٹیشن یوسف والا (ساہیوال) کب قائم کیا گیا، اس فارم پر ریسرچ کے نتیجہ میں ان فصلوں کی کون کون سی اقسام صوبہ پنجاب کے موسمی حالات اور کاروباری تقاضوں کو سامنے رکھ کر تیار کی گئی ہیں اور اس ریسرچ فارم کی تحقیقات کے نتیجہ میں ان فصلوں کی فی ایکڑ پیداوار میں کتنا اضافہ ہوا ہے، آخری ریسرچ کب منظر عام پر لائی گئی؟

(ب) اس ریسرچ سٹیشن پر کتنے ملازمین ہیں ان میں کتنے ریسرچ فیلوز ہیں اور ان ریسرچ فیلوز کی تعلیمی قابلیت کیا ہے کیا ان ریسرچ فیلوز میں پی ایچ ڈی ہولڈرز بھی شامل ہیں۔ کیا ان کی تحقیقات بین الاقوامی تحقیقاتی زرعی جرنلز میں کبھی شائع ہوئی ہیں؟

(ج) اس ریسرچ سٹیشن کا سالانہ بجٹ کیا ہے، 04-2003 سے بجٹ میں کتنی رقم رکھی گئی، کتنی خرچ ہو گئی۔ اگر کوئی آمدنی کے بھی ذرائع ہیں تو کیا ہیں۔ اس عرصہ میں کتنی آمدنی ہوئی؟

وزیر زراعت:

(الف) یہ ادارہ 1958 میں بطور ہائبرڈ ریسرچ سیڈ فارم قائم ہوا بعد ازاں 68-1967 میں اسے تحقیقاتی ادارہ مکئی، جوار، باجرہ کا درجہ دے دیا گیا اور ان فصلات پر باقاعدہ تحقیقات شروع

ہو گئیں۔ اس ادارہ نے مکئی کی نیلم، اگیتی 72، اکبر، صدف، سلطان، گولڈن، اگیتی 85، ساہیوال 2002، اگیتی 2002، وائی ایچ ایس 201، وائی ایچ ایس 202، وائی ایچ ایس 301، وائی ایچ ڈی 401، وائی ایچ ڈی ٹی 601)، جوار کی (2)79 پاک ایس ایس 2، وائی ایس ایس 98)اور باجرہ کی ایک قسم (18۔بی وائی) دریافت کی ہے۔ یہ اقسام نہ صرف صوبہ پنجاب کے موسمی حالات بلکہ پورے پاکستان کو مدنظر رکھتے ہوئے تیار کی گئیں جو کہ پاکستان کے علاوہ آزاد کشمیر میں بھی زیر کاشت ہیں اور بہت اچھے نتائج کی حامل ہیں۔

اس ادارہ کی تحقیقات کے نتیجہ میں ان فصلوں کی فی ایکڑ اوسط پیداوار میں 1970 کے مقابلہ میں دوگنا اضافہ ہوا ہے، مکئی، جوار اور باجرہ کی موجود اقسام سے زمیندار بالترتیب 25,45,60 من فی ایکڑ پیداوار حاصل کر رہے ہیں۔ مکئی (ساہیوال 2002، اگیتی 2002)، جوار (وائی ایس ایس 98)، باجرہ 18(بی وائی) کی اقسام بالترتیب 1999,1976 اور 2002 میں کاشت کے لئے منظور کی گئیں۔ اس کے علاوہ کچھ دوغلی اقسام (ہائبریڈز) دریافت کی جا چکی ہیں اور بہت سی زیر تحقیق ہیں جن کی پیداواری صلاحیت 100 من فی ایکڑ سے بھی زیادہ ہے۔ دریافت شدہ دوغلی اقسام کا بیج پٹہ داری نظام میں تعطل کے باعث پیدا نہیں ہو رہا ہے۔

(ب) مکئی تحقیقاتی ادارہ میں کل 185 ملازمین ہیں۔ ریسرچ فیلوز سے مراد وہ طالب علم ہیں جو کہ اپنی ایم ایس سی یا پی ایچ ڈی کی ڈگری کے حصول کے لئے اپنی تحقیق متعلقہ یونیورسٹی یا اس سے منسلک تحقیقی اداروں میں کام کرتے ہیں اور یہ اخراجات پبلک یا پرائیویٹ ادارے برداشت کرتے ہیں ادارہ ہذا میں کوئی ریسرچ فیلو نہیں اور یہاں صرف ریسرچ سائنس دان مستقل یا کنٹریکٹ مشاہرہ پر تحقیقی کام کرتے ہیں۔ تاہم اس ادارہ میں 41 سائنسدان ہیں ان میں 25 ایم ایس سی، 3 پی ایچ ڈی اور 13 سائنسدان کی اسامیاں خالی ہیں، مکئی کے ادارہ میں کام کرنے والے سائنسدانوں کی تحقیقات ملکی اور غیر ملکی جرنلز میں شائع ہوتی رہتی ہیں۔

اس ادارہ کے کل ملازمین کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

نمبر شمار ریسرچ سٹیشن	ملازمین کی تعداد	ریسرچ سائنسدان ایم ایس سی	پی ایچ ڈی	خالی اسامیاں (سائنسدان)		میزان
1۔تحقیقاتی ادارہ مکئی، جوار، باجرہ یوسف والا ضلع ساہیوال (ہیڈ کوارٹر)	116	14	2	6		22
ذیلی تحقیقاتی شعبہ جات						
i۔مکئی سیڈ فارم چک نمبر 85/9-L		9	1	-	1	2
ii۔مکئی سیڈ فارم چک نمبر 11/14-L اقبال نگر		15	1	1	2	3
iii۔مکئی بریڈنگ سب سٹیشن چھرہ پانی		8	1	-	-	1
iv۔جوار ریسرچ سب سٹیشن ڈی جی خان		5	1	-	2	3
v۔مکئی سب سٹیشن سرگودھا		2	-	-	2	3
2۔مکئی ریسرچ سٹیشن فیصل آباد		23	5	-	-	5
3۔باجرہ ریسرچ سٹیشن راولپنڈی		7	2	1	-	3
میزان		185	25	3	13	41

(ج) تحقیقاتی ادارہ مکئی، جوار، باجرہ، یوسف والا کا سال وار بجٹ خرچ اور مکئی جوار اور باجرہ کے بیج کی فروخت سے حاصل شدہ آمدنی کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

سال	کل بجٹ (روپے)	خرچ (روپے)	آمدن (روپے)
2003-04	2,02,84,000/-	1,90,52,000/-	8,61,000/-
2004-05	2,57,72,000/-	1,29,61,000/-	16,68,000/-

صوبہ میں گندم کے ریسرچ سنٹرز، سٹاف، بجٹ اور آمدن و خرچ کی تفصیل

*6543: انجنیئر جاوید اکبر ڈھلوں: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) گندم کی فصل پر کتنے ریسرچ سٹیشن صوبہ میں کس کس جگہ قائم ہیں۔ ان کے نام کیا ہیں اور ان فارمز پر ریسرچ کے نتیجہ میں گندم کی کون کون سی اقسام صوبہ پنجاب کے موسمی حالات اور کاروباری تقاضوں کو سامنے رکھ کر تیار کی گئی ہیں اور ان ریسرچ فارمز کی تحقیقات کے نتیجہ میں گندم کی فی ایکڑ پیداوار میں کتنا اضافہ ہوا ہے۔ آخری ریسرچ کب منظر عام پر لائی گئی؟

(ب) ان ریسرچ سٹیشنز پر کتنے ملازمین ہیں۔ ان میں کتنے ریسرچ فیلوز ہیں اور ان ریسرچ فیلوز کی تعلیمی قابلیت کیا ہے، کیا ان ریسرچ فیلوز میں پی ایچ ڈی ہولڈرز بھی شامل ہیں

اور کیاان کی تحقیقات بین الاقوامی تحقیقاتی زرعی جرنلز میں کبھی شائع ہوئی ہیں؟

(ج) ان ریسرچ سٹیشن کا سالانہ بجٹ کیا ہے، 04-2003 سے بجٹ میں کتنی رقم رکھی گئی، کتنی خرچ ہو گئی، اگر کوئی آمدنی کے بھی ذرائع ہیں تو کیا ہیں اس عرصہ میں کتنی آمدنی ہوئی؟

وزیر زراعت:

(الف) تحقیقاتی ادارہ برائے گندم ایوب زرعی تحقیقاتی ادارہ کے زیر نگرانی فیصل آباد میں قائم ہے۔ جس کا ایک ذیلی ادارہ مری میں ہے۔ ادارہ ہذا نے گندم کی بہتر پیداوار کے لئے 49اقسام کسانوں کو متعارف کروائی ہیں جو کہ پنجاب کے موسمی حالات اور کاروباری تقاضوں کو مدنظر رکھ کر تیار کی گئی ہیں۔

گندم کی قسم انقلاب 91 کے بعد پرواز 94، شاہکار95، پنجاب96، ایم ایچ97، کوہستان97، عقاب 2000، چناب2000 اور اقبال2000 کاشت کے لئے منظور کی گئیں۔ تحقیقاتی ادارہ ہذا کی تحقیقات کے نتیجہ میں گندم کی فی ایکڑ پیداوار میں تقریباً 40فیصد اضافہ ہوا ہے۔ ادارہ ہذا نے سال 2002 میں دو نئی اقسام اے ایس 2002 اور ایس ایچ2002 کاشت کے لئے دیں۔

(ب) ادارہ ہذا میں105 ملازمین ہیں۔ ریسرچ فیلوز سے مراد وہ طالب علم ہیں جو کہ اپنی ایم ایس سی یا پی ایچ ڈی کی ڈگری کے حصول کے لئے اپنی تحقیق متعلقہ یونیورسٹی یا اس سے منسلک تحقیقی اداروں میں کام کرتے ہیں اور یہ اخراجات پبلک یا پرائیویٹ ادارے برداشت کرتے ہیں۔ ادارہ ہذا میں کوئی ریسرچ فیلو نہیں اور یہاں صرف ریسرچ سائنس دان (ماہرین) مستقل یا کنٹریکٹ مشاہرہ پر تحقیقی کام کرتے ہیں۔ تاہم اس وقت ادارہ ہذا میں36 ریسرچ سائنسدان (ماہرین) ہیں جن میں سے 25 ایم ایس سی، 3 پی ایچ ڈی اور 8 ریسرچ سائنسدان کی اسامیاں خالی ہیں۔ ان کی تحقیقات ملکی اور غیر ملکی جرنلز میں شائع ہوتی رہتی ہیں۔

(ج)

سال	بجٹ	خرچ	آمدن
2003-04	1,43,64,000/-	1,35,60,000/-	10,19,656/-
2004-05	1,59,36,000/-	92,83,000/-	11,13,433/-
		فروری2005تک	فروری2005تک

پی پی۔236وہاڑی،04-2003تا05-2004
کھالہ جات پختہ کرنے کے لئے فنڈز اور اخراجات کی تفصیل

*6588جناب طاہر اقبال چودھری: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

حلقہ پی پی۔236ضلع وہاڑی میں پکے کھالہ جات کے لئے مالی سال03-2002، 04-2003اور05-2004کے دوارن کتنے فنڈز رکھے گئے اور اب تک کس کس کھالہ پر کتنی رقم خرچ ہو چکی ہے۔ تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر زراعت:

محکمہ زراعت کا شعبہ اصلاح آبپاشی کھالہ جات کی تعمیر کے لئے زمینداروں کے تعاون سے کوشاں ہے۔

ضلع وہاڑی کے حلقہ پی پی۔236 میں مالی سال03-2002میں ضلعی حکومت اور صوبائی ترقیاتی پروگرام(NDP)کے تحت 12 کھالہ جات کی پختگی کی گئی اور اس پر-/54,64,785روپے خرچ ہوئے۔

مالی سال04-2003 میں ضلعی حکومت کے تعاون سے چھ کھالہ جات اور صوبائی ترقیاتی پروگرام (ADP)کے تحت ایک کھالہ پختہ کیا گیا۔ ان کھالہ جات پر -/7,80,300روپے خرچ کئے گئے۔

رواں مالی سال05-2004 میں فی الحال زمینداروں کے تعاون سے پانچ کھال زیر تعمیر ہیں جن پر لاگت کا تخمینہ-/37,69,540روپے لگایا گیا۔

مندرجہ بالا حقائق کے مطابق حلقہ پی پی۔236 میں اب تک پختہ ہونے والے کھال اور زیر تعمیر کھالہ جات پر لاگت کا تخمینہ-/1,20,14,590روپے لگایا گیا ہے تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

شعبہ کراپ رپورٹنگ محکمہ زراعت،2004تا حال،
بھرتی سے متعلقہ تفصیل

*6686چودھری زاہد پرویز: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) یکم جنوری 2004 سے آج تک محکمہ زراعت شعبہ کراپ رپورٹنگ میں جن افراد کو بھرتی کیا گیا، ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، قابلیت، پتا جات اور ڈومیسائل کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) اگر ان تمام افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا ہے تو میرٹ لسٹ فراہم کی جائے نیز میرٹ بنانے کا طریق کار بیان فرمائیں؟

(ج) میرٹ بنانے والے اور ریکروٹمنٹ کمیٹی میں شامل افسران کے نام، گریڈ، عہدہ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) جن افراد کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا ان کے نام، ولدیت، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل دی جائے نیز رولز میں نرمی کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ہ) جن افراد کو وزیر متعلقہ اور وزیر اعلیٰ کے احکامات کی روشنی میں بھرتی کیا گیا ان کے نام، ولدیت، پتا جات اور ڈومیسائل کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(و) اگر مذکورہ بھرتی سے قبل اخبارات میں تشہیر ہوئی تو ان اخبارات کے نام، تاریخ مع نقل فراہم کی جائے؟

وزیر زراعت:

(الف) محکمہ زراعت کراپ رپورٹنگ سروس میں یکم جنوری 2004 سے آج تک بھرتی ہونے والے 154۔افراد کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، پتا جات اور ڈومیسائل کی تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ یہ تمام افراد کنٹریکٹ کی بنیاد پر مورخہ 06-06-30 تک کے لئے بھرتی کئے گئے۔

(ب) کراپ رپورٹنگ سروس محکمہ زراعت میں تمام افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا تھا۔ میرٹ لسٹ ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ میرٹ بنانے کا طریق کار پنجاب گورنمنٹ ریکروٹمنٹ مروجہ میرٹ پالیسی کے مطابق تعلیمی قابلیت کے نمبر 80 اور انٹرویو کے نمبر 20 تھے۔ جن میں سے 10 نمبروں کا تحریری ٹیسٹ لیا گیا۔ کامیاب امیدواروں کا 10 نمبر کا انٹرویو لیا گیا۔

(ج) میرٹ بنانے والے اور ریکروٹمنٹ میں شامل افسران کے نام، گریڈ، عہدہ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل ضمیمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) کسی فرد کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی نہیں کیا گیا۔

(ہ) کسی فرد کو وزیر متعلقہ اور وزیر اعلیٰ کے احکامات کی روشنی میں بھرتی نہیں کیا گیا۔

(و) یہ بھرتی باقاعدہ اخبارات میں تشہیر کر کے کی گئی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	تاریخ اشاعت	نام اخبار	
1۔	08-01-04	1۔نوائے وقت	2۔آواز
2۔	09-03-04	1۔خبریں	2۔آواز

شعبہ تحقیق محکمہ زراعت، 2004 تا حال، بھرتی سے متعلقہ تفصیل

*6687 چودھری زاہد پرویز: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری 2004 سے آج تک محکمہ زراعت شعبہ ریسرچ میں جن افراد کو بھرتی کیا گیا ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، قابلیت، پتا جات اور ڈومیسائل کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) اگر ان تمام افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا ہے تو میرٹ لسٹ فراہم کی جائے نیز میرٹ بنانے کا طریق کار بیان فرمائیں؟

(ج) میرٹ بنانے والے اور ریکروٹمنٹ کمیٹی میں شامل افسران کے نام، گریڈ، عہدہ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) جن افراد کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا ان کے نام، ولدیت، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل دی جائے نیز رولز میں نرمی کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ہ) جن افراد کو وزیر متعلقہ اور وزیر اعلیٰ کے احکامات کی روشنی میں بھرتی کیا گیا ان کے نام، ولدیت، پتا جات اور ڈومیسائل کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(و) اگر مذکورہ بھرتی سے قبل اخبارات میں تشہیر ہوئی تو ان اخبارات کے نام، تاریخ مع نقل فراہم کی جائے؟

وزیر زراعت:

(الف) ایوب زرعی تحقیقاتی ادارہ فیصل آباد میں یکم جنوری 2004 تا حال 110۔افراد کو درج ذیل دفاتر اور سکیل میں بھرتی کیا گیا۔ ان میں سے i تا vi شعبہ جات میں 101 افراد کو

کنٹریکٹ بنیاد پر جبکہ vii تا xiii شعبہ جات میں 9 افراد کو رولز A-17 کے تحت (ملازم کے دوران سروس فوت ہونے یا معذور ہونے کی صورت میں ان کے بچوں کو سکیل ایک تا پانچ) بھرتی کیا گیا۔ ان کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

نمبر شمار	نام ادارہ	گریڈ (بھرتی افراد کی تعداد)						کل تعداد
		12	11	6	5	4	1	
1	اورنج ریسرچ انسٹیٹیوٹ سرگودھا	2	3	5	3	7	21	41
2	پوسٹ ہارویسٹ ریسرچ سنٹر فیصل آباد	-	1	-	1	-	3	5
3	سائل اینڈ واٹر کنزرویشن چکوال	2	2	2	2	2	14	24
4	ریپڈ سائل فرٹیلٹی لاہور	-	-	9	1	2	7	19
5	ایسوسی ایٹ ملٹ بائٹنسٹ راولپنڈی	1	-	1	1	1	6	10
6	ناظم حشریات فیصل آباد	-	-	-	-	2	1	2
7	ناظم اعلیٰ زراعت و تحقیق فیصل آباد	-	-	-	-	1	1	2
8	ناظم دھان، کالا شاہ کاکو	-	-	-	-	-	1	1
9	ناظم، دالیں فیصل آباد	-	-	-	-	-	2	2
10	ناظم روغنیات فیصل آباد	-	-	-	-	-	1	1
11	ناظم سبزیات فیصل آباد	-	-	-	-	-	1	1
12	پلانٹ پیتھالوجی سیکشن، فیصل آباد	-	-	-	-	-	2	2
	میزان	5	6	17	8	15	59	110

(ب) تمام افراد کو حکومت کی جاری کردہ میرٹ پالیسی بمطابق چٹھی نمبری SOR-III-2-15/2003 مورخہ 03-05 اور SOR-IV(S&GAD)10-1/2003 مورخہ 04-09-17 کے مطابق میرٹ پر بھرتی کیا گیا ہے۔ میرٹ پالیسیز اور میرٹ لسٹوں کی نقول ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ج) میرٹ بنانے والے اور ریکروٹمنٹ کمیٹی میں شامل افسران کے نام، گریڈ، عہدہ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل ضمیمہ (د) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) کسی بھی فرد کو قواعد وضوابط میں نرمی کر کے بھرتی نہ کیا گیا ہے۔

(ہ) کسی بھی فرد کو وزیر زراعت اور وزیر اعلیٰ کے احکامات کی روشنی میں بھرتی نہیں کیا گیا سب کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا ہے۔

(و) صرف کنٹریکٹ ملازمین کی بھرتی برائے ادارہ/شعبہ اورنج ریسرچ انسٹیٹیوٹ سرگودھا، پوسٹ ہارویسٹ ریسرچ سنٹر فیصل آباد، سائل اینڈ واٹر کنزرویشن ریسرچ انسٹیٹیوٹ چکوال، سائل فرٹیلٹی لاہور، انٹومالوجیکل ریسرچ انسٹیٹیوٹ فیصل آباد اور ایسوسی ایٹ ملٹ بائٹنسٹ راولپنڈی کی بھرتی باقاعدہ اخبارات میں تشہیر کے بعد کی

گئی۔اشتہارات کی نقول ضمیمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

صوبہ میں تجرباتی فارمز کے رقبہ اور گزشتہ پانچ سالوں میں ہونے والے تحقیقی کام اور اخراجات کی تفصیل

*6805: رانا سرفراز احمد خان: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبہ پنجاب میں محکمہ زراعت کے پاس تجربات اور تحقیق کے لئے کتنا رقبہ ہے اور کہاں کہاں واقع ہے؟

(ب) ان تحقیقاتی / تجرباتی فارموں پر گزشتہ 5 سالوں میں بالترتیب، گندم، چاول، گنا، مکئی کپاس اور باجرہ وغیرہ پر کیا تحقیقات کی گئیں اور کون سی نئی طاقتور اور جھاڑ دار اجناس متعارف کرائی گئیں۔ تفصیلات ایوان میں فراہم کی جائیں؟

(ج) گزشتہ 5 سالوں میں محکمہ زراعت نے ترشاوہ پھلوں اور آم، خربوزہ اور دیگر پھلوں کے بارے میں کیا تحقیقات کی ہیں اور ان تحقیقات / تجربات پر کتنے اخراجات آئے، بیان فرمائیں؟

وزیر زراعت:

(الف) ایوب زرعی تحقیقاتی ادارہ فیصل آباد اور اس کے ماتحت اداروں کے زیر نگرانی تجرباتی اور تحقیقاتی رقبہ کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام زرعی فارم	تعداد فارمز	رقبہ (ایکڑ)
1۔	تجرباتی فارمز (ریسرچ)	26	2145
II۔	تحقیقاتی شعبہ جات	25	1310
	میزان	51	3455

نوٹ: ان زرعی فارمز کی تفصیل واقع رقبہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔)

(ب) محکمہ زراعت تحقیق کے تحقیقاتی / تجرباتی فارموں پر گزشتہ پانچ سالوں 2000-1999 تا 04-2003 میں حسب ذیل گندم کی 11، چاول کی 2، گنا کی 5، مکئی کی 5، کپاس کی 7 اور باجرہ کی 2 نئی طاقتور اور جھاڑ دار اجناس متعارف کروائی گئیں۔

تفصیل برائے طاقتور اور جھاڑ دار اجناس

گندم	چاول	گنا(کماد)	مکئی	کپاس باجرہ
عقاب2000 باسمتی2000	CPF-237	ساہیوال2002	بی ایچ118	وائی بی ایس98
اقبال2000 شاہین باسمتی	SPF-213	اگیتی2002	ایف ایچ900	وائی بی ایس92
بہاولپور2000	COJ-84	وائی ایس ایس98	ایف ایچ901	
پنجند۔1	HSF-240	وائی ایس ایس9	ایم این ایچ554	
چناب2000	SPF-234	وائی ایس ایس10	ایم این ایچ552	
اے ایس2002			ایف ڈی ایچ228(دیسی)	
ایس ایچ2002			ایف ایچ1000	
بھکر2002				
جی اے2002				
افق2002				
منتھار2003				
میزان11 2	5	5	7	2 کل میزان32

(ج) ایوب زرعی تحقیقاتی ادارہ فیصل آباد اور اس کے ملحقہ تحقیقاتی اداروں نے گزشتہ پانچ سالوں(2000-1999)تا(04-2003) میں پھلوں وغیرہ پر تحقیق میں جو پیشرفت کی ہے،اس کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

I۔ترشاوہ پھل۔

i۔ تیس سے زائد مالٹا کی اقسام اکٹھی کی گئیں اور تحقیقات کے لئے لگائی گئیں۔

ii۔ گریپ فروٹ کی 9۔اقسام متعارف کرائیں گئیں جن میں شیمبر کافی مشہور ہوئی۔

iii۔ بہترین پیداوار حاصل کرنے کے لئے 8 نئے سٹاک متعارف کرائے گئے اور مختلف اقسام کے لئے روٹ سٹاک کی سفارشات کی گئیں۔

iv۔ ترشاوہ باغات میں فصلوں کی کاشت کے بارے میں سفارشات تیار کی گئیں۔

v۔ لاکھوں کی تعداد میں مختلف اقسام کے صحیح النسل پودے رعائتی قیمت پر باغبان حضرات کو مہیا کئے گئے۔

vi۔ ترشاوہ میں کراسنگ ٹیکنیک کے طریقہ سے آری پرائیڈ(AARI Pride)کے نام سے نئی ورائٹی بنائی گئی۔ترشاوہ پھلوں کی پیداوار اور معیار بہتر بنانے کے لئے اجزائے صغیرہ کے اثرات پر تجربات کئے گئے۔

II۔آم

i۔ آم کے اب تک 17 ہائبرڈز تیار کئے جا چکے ہیں مگر صرف تین ہائبرڈز اچھی خصوصیات کے حامل ہیں جن پر تحقیق جاری ہے اور امید ہے کہ رواں مالی سال میں متعارف کروا

دیئے جائیں گے۔

ii۔ آم کی قابل برآمد اقسام چونسہ، ثمر، بہشت اور سندھڑی کے لئے عناصر کبیرہ اور عناصر صغیرہ کی ضروریات کا تعین تجربات کے ذریعے مکمل کر لیا گیا ہے۔

iii۔ بذریعہ تاکاری آم کی نئی اقسام کا حصول صرف دو سے چار سال کے مختصر دورانیہ میں ممکن بنایا گیا جبکہ روایتی طریقہ (گٹھلی) سے دس سے پندرہ سال درکار ہوتے ہیں۔

iiv۔ باغبان حضرات کو آم کی مختلف اقسام کے صحیح النسل پودے مناسب دام پر مہیا کئے گئے۔

v۔ مختلف باغبان بھائیوں کے تین سو سے زائد باغات کا معائنہ کیا گیا اور ان کی اصلاح کے لئے موقع پر تجاویز دی گئیں۔

iii۔ خربوزہ

1۔ مروجہ قسم T-96 کے cross باہر سے منگوائی گئی اقسام سے کئے گئے۔

2۔ خربوزہ کی 11 نئی مقامی اقسام کا بیج مختلف علاقوں سے اکٹھا کیا گیا تاکہ تحقیق کے عمل کو آگے بڑھایا جا سکے۔

3۔ خربوزہ کی بنیادی اقسام T-96 اور راوی کا بیج تیار کر کے زمینداروں کو فراہم کیا گیا۔

iv۔ دیگر پھل

i۔ کھجور کی مختلف اعلیٰ اقسام کے 3500 پودے کاشت کئے گئے تاکہ کسان بھائیوں کو صحیح النسل پودے فراہم کئے جا سکیں۔

ii۔ امرود کے 40 نئے سلیکشن شدہ پودے لگائے گئے۔ امرود کی نئی اقسام سیلاد گوآوا اور بی ایس 313۔ متعارف کرائی گئیں۔

iii۔ بیر کی پانچ نئی اقسام، کریلا، انوکی، آلو بخارا، بی ایس 1۔ بی ایس۔2 تیار کی گئیں۔

iv۔ سیب، چیری، ایووکیڈو اور لوکاٹ کی بالترتیب پانچ، چار اور ایک ایک نئی قسم دریافت کی گئی۔

v۔ آم، ترشاوہ، امرود، بیر، کھجور، فالسہ، چیری، سیب اور لوکاٹ کے لئے پیداواری ٹیکنالوجی وضع کی گئی۔

vi۔ گزشتہ پانچ سالوں میں ترشاوہ، امرود، آم اور دیگر پھلدار پودوں کی اعلیٰ اقسام کے تقریباً 84950 پودے کاشتکاروں کو مناسب داموں پر دیئے گئے۔

vii۔ گزشتہ پانچ سالوں میں 65 ریسرچ پیپرز تیار کئے گئے۔

viii۔ ریڈیو/ٹی وی اور پرنٹ میڈیا کے ذریعے ان معلومات کو باغبان بھائیوں تک پہنچانے کے لئے بھرپور کوششیں کی گئیں۔

جواب حصہ (ج) تفصیل اخراجات برائے تحقیقات / تجربات (روپوں میں)

سال	ترشاوہ پھل	آم	خربوزہ	دیگر پھل	میزان
1999-2000	9,45,200	25,11,000	1,20,14,600	1,61,24,000	3,15,94,800
2000-2001	9,19,300	27,19,000	1,18,62,600	1,70,71,000	3,25,71,900
2001-2002	9,81,100	32,98,000	1,29,80,400	1,99,60,000	3,72,19,500
2002-2003	8,29,000	34,93,000	1,42,07,400	2,42,16,000	4,27,45,400
2003-2004	10,89,000	41,44,000	1,62,73,200	2,80,13,000	4,95,19,200
میزان	47,63,600	1,61,65,000	6,73,38,200	10,53,84,000	19,36,50,800

نوٹ: خربوزہ کی تحقیق کے لئے علیحدہ اخراجات کا حساب نہیں رکھا جا سکتا اس میں دیگر 32 سبزیات پر تحقیق کے اخراجات بھی شامل ہیں۔

زرعی سپلائی کارپوریشن کے واجب الوصول قرضہ جات اور وصولی کی تفصیل

*6954 جناب محمد یار مونکا: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ زرعی سپلائی کارپوریشن 1998 سے ختم کر دی گئی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کارپوریشن ختم کرتے وقت کارپوریشن کے کروڑوں روپے لوگوں کے ذمہ تھے اگر ہاں تو کتنے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ کارپوریشن کے بقایا جات کی وصولی کی ذمہ داری محکمہ ریونیو کو دی گئی، اب تک کتنی رقم کی وصولی ہو چکی ہے اور کتنی رقم بقایا ہے تفصیل بیان کی جائے؟

وزیر زراعت:

(الف) درست ہے۔ کارپوریشن 11۔اپریل 1998 کو ختم کر دی گئی اور تمام دفاتر بند کر دیئے گئے۔

(ب) درست ہے۔110 ملین روپے واجب الوصول تھے جو محکمہ ریونیو نے ضابطہ ریونیو ایکٹ باقیداران سے وصول کرنے ہیں۔

(ج) جی ہاں۔ کارپوریشن نے 1985 تا 1989 کھاد اور زرعی ادویات کی مد میں 747 ملین کے قرضے جاری کئے۔ کارپوریشن بند ہونے تک 637 ملین کی وصولی ہو گئی تھی۔ بقایا

110 ملین کی وصولی کی ذمہ داری محکمہ ریونیو کو دی گئی ہے جنہوں نے ضابطہ پنجاب ریونیو ایکٹ کے تحت باقیداران سے وصولی کرنی ہے۔
اس رقم کی وصولی کو جمع کروانے کے لئے حکومت پنجاب نے اکاؤنٹ نمبری "Misc recovery of PAD arrears" مخصوص کیا ہے۔ متعلقہ ریونیو افسران وصول شدہ رقم کی تفصیل باقاعدگی سے ارسال نہیں کرتے، اس ضمن میں مسلسل یاددھانی کراتے ہیں اور آخری چٹھی بابت وصول شدہ رقم کی رپورٹ مرتب کرنا مورخہ 21۔مئی 2005 کو لکھی ہے کہ باقیداران سے وصول شدہ رقم کی تفصیل ارسال کریں۔ (نمونہ چٹھی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔)

سال 05-2004 میں چاول کی پیداوار، گندم کا پیداواری ہدف اور اس میں اضافے کے لئے حکومتی اقدامات

*6983 سید مجاہد علی شاہ: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) 05-2004 میں پنجاب میں باسمتی چاول کی کتنی پیداوار ہوئی اور پنجاب حکومت کو اس پیداوار سے کیا فوائد حاصل ہوئے؟

(ب) 05-2004 میں گندم کی پیداوار کتنی ہوئی حکومت کا ہدف کتنا تھا اور حکومت اس ہدف کو مزید بڑھانے کے لئے کیا اقدامات کر رہی ہے؟

(ج) حکومت سابقہ ملتان ڈویژن میں گندم، چاول، کپاس کی پیداوار بڑھانے کے لئے کاشتکاروں کو کیا سہولیات فراہم کر رہی ہے تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیر زراعت:

(الف) سال 05-2004 میں پنجاب میں چاول کی کل 29.80 لاکھ ٹن ریکارڈ پیداوار ہوئی اس میں سے باسمتی چاول کی پیداوار 23.48 لاکھ ٹن تھی جو کہ کل پیداوار کا تقریباً 79 فیصد ہے جبکہ پچھلے سال پنجاب میں باسمتی چاول کی پیداوار 23.09 لاکھ ٹن تھی۔ اس سال باسمتی چاول کی پیداوار پچھلے سال کی نسبت سے تقریباً 1.69 فیصد زیادہ ہے۔ یکم جولائی 2004 سے لے کر 25۔جون 2005 تک ایک کروڑ 73 لاکھ من باسمتی چاول برآمد کیا گیا جس سے حکومت کو 21۔ارب 27 کروڑ روپے کا زرمبادلہ حاصل ہوا۔

(ب) 2004-05 میں پنجاب میں گندم کی پیداوار کا ہدف 1.609 کروڑ ٹن تھا جس کے مقابلہ میں صوبہ بھر میں 1.738 کروڑ ٹن گندم پیدا ہوئی یہ ایک ریکارڈ پیداوار ہے۔ حکومت اس کی پیداوار کو مزید بڑھانے کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات کر رہی ہے:۔

1۔ گندم کی امدادی قیمت 400 روپے فی من کی سہولت میں تسلسل۔
2۔ ٹریکٹروں اور مشینری پر ٹیکس اور ڈیوٹی کی چھوٹ۔
3۔ گندم کی حکومتی خرید سے قیمتوں میں استحکام۔
4۔ زرعی قرضوں پر مارک اپ میں کمی۔
5۔ گندم کی پیداواری ٹیکنالوجی اپنانے کے لئے کسانوں کی گاؤں گاؤں تربیت کا اہتمام۔
6۔ گندم کی پیداوار بڑھانے کے لئے باقاعدگی سے ویٹ مینجمنٹ گروپ کے اجلاس کے ذریعے مسلسل جائزہ۔

(ج) حکومت نے سابقہ ملتان ڈویژن میں گندم، چاول، کپاس کی پیداوار بڑھانے کے لئے ان فصلوں کی مندرجہ ذیل سود مند اقسام متعارف کروائی ہیں جن سے کاشتکار بھرپور استفادہ کر رہے ہیں۔

گندم

اے ایس 2002، اقبال 2002

نوٹ: گندم کی مندرجہ بالا اقسام کپاس کی برداشت کے بعد بہتر پیداوار دیتی ہیں۔

چاول

باسمتی 2001 کے ایس 282، آئی آر 6

کپاس

بی ایچ 118، ایف ایچ 900، ایف ایچ 901، ایم این ایچ 554، ایم این ایچ 552، ایف ڈی ایچ 228، (دیسی) ایف ایچ 1000

گندم، چاول اور کپاس کی پیداوار بڑھانے کے لئے کاشتکاروں کو سہولیات

گندم کی پیداوار بڑھانے کے لئے حکومتی اقدامات

1۔ گاؤں کی سطح پر کسانوں کے لئے پیداوار ٹیکنالوجی پر مبنی تربیتی نشستوں کا اہتمام۔
2۔ منظور شدہ اقسام کی ترقی دادہ بیج کی دستیابی کے لئے مرکزی سطح پر سیڈ گریڈرز کی فراہمی۔
3۔ زرعی مداخل کھاد، بیج، زرعی ادویات، پانی کی بروقت مناسب دستیابی کے لئے مسلسل نگرانی۔

4۔ قیمتوں میں استحکام کے لئے حکومتی سطح پر گندم کی خرید کا وسیع انتظام۔
5۔ فی ایکڑ زیادہ پیداوار حاصل کرنے پر ضلعی سطح پر انعامات کا اجراء۔
6۔ گندم کی امدادی قیمت -/400 روپے فی من مقرر کرنے سے کسانوں کی حوصلہ افزائی۔
7۔ ون ونڈو کے ذریعے قرضہ کی فراہمی۔

کپاس

1۔ پھٹی کی امدادی قیمت میں -/850 روپے سے -/925 روپے فی من -/75 روپے کا اضافہ۔
2۔ حکومتی اداروں خصوصاً (TCP) کی کاروباری شرکت کی وجہ سے قیمتوں میں استحکام۔
3۔ زرعی مداخل کی بروقت مناسب دستیابی کی مسلسل نگرانی۔
4۔ پیسٹی سائیڈ کی درآمد، تقسیم اور کوالٹی کو بہتر بنانے کے اقدامات۔
5۔ محکمہ زراعت (توسیع) کی طرف سے کپاس کی بہتر پیداوار اور تحفظ کے لئے اقدامات بشمول پیسٹ سکاؤٹنگ اور ہاٹ سپاٹ کی ٹریٹ منٹ۔
6۔ بہتر پیداوار کے حصول کے لئے کاٹن کراپ مینجمنٹ اور کاٹن کراپ ورکنگ گروپس کا پندرہ روزہ ہفتہ وار باقاعدگی سے اجلاس۔
7۔ درآمد شدہ بی ٹی کاٹن کی ملک میں کاشت پر مکمل طور پر حوصلہ شکنی کیونکہ یہ کسی بھی پتہ مروڑ وائرس کا سبب بن سکتی ہے۔
8۔ تحفظ نباتات کے مربوط پروگرام پر خصوصی توجہ۔
9۔ گاؤں کی سطح پر کسانوں کے لئے پیداواری ٹیکنالوجی پر مشتمل تربیتی پروگرام۔
10۔ کاشتکاروں کو بروقت آگاہ رکھنے کے لئے الیکٹرانک میڈیا، پرنٹ میڈیا کا بھرپور استعمال، کپاس کے سابقہ اضلاع (ساہیوال، وہاڑی، پاکپتن، جھنگ) سے زیادہ کپاس آگاہ کے فروغ کا خصوصی پروگرام۔
11۔ ون ونڈو سکیم کے ذریعے قرضہ کی فراہمی۔

چاول

1۔ چاول خصوصاً باسمتی کی کاشت پر توجہ۔
2۔ زرعی مداخل کی دستیابی پر خصوصی توجہ۔
3۔ گاؤں گاؤں کسان تربیت کے ذریعے زرعی پیداواری ٹیکنالوجی کی ترویج۔
4۔ الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کے ذریعہ حالات اور موسم کے مطابق زرعی ٹیکنالوجی کی فراہمی۔

5۔ 20۔ مئی سے قبل نرسری کاشت کی حوصلہ شکنی۔
6۔ پیسٹ سکاؤٹنگ کے ذریعہ فصل کی مسلسل دیکھ بھال۔
7۔ بہتر پیداوار کے حصول کے لئے مینجمنٹ گروپ اور ورکنگ گروپ کے باقاعدگی سے اجلاس۔
8۔ ون ونڈو سکیم کے ذریعے قرضہ جات کی فراہمی۔

ملتان، سال 04-2003 تا حال، صوبائی حلقہ وار پکے کھالوں کی تعمیر اور لاگت سے متعلقہ تفصیل

*6984 سید مجاہد علی شاہ: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

مالی سال 04-2003 سے رواں مالی سال تک ضلع ملتان میں صوبائی اسمبلی کے حلقہ جات کے حساب سے کن کن علاقوں میں Water Management کے محکمہ نے کس مجاز اتھارٹی کے حکم سے کن کن تاریخوں میں پکے کھال کتنی لاگت سے تعمیر کرائے، تمام تفصیلات سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر زراعت:

مالی سال 04-2003 سے رواں سال تک ضلع ملتان میں صوبائی اسمبلی کے حلقہ جات کے حساب سے مختلف علاقوں میں ضلعی محکمہ اصلاح آبپاشی نے 151 کھالوں کی پختگی کا کام زمینداروں کے تعاون سے سرانجام دیا اور ضلع میں تعینات اتھارٹی نے باقاعدہ سروے، تکنیکی منظوری اور مجاز کنسلٹینٹ کی انسپکشن کے بعد مکمل کیا۔ پختہ کردہ کھالوں کی صوبائی حلقہ جات کے مطابق اوران پر صرف شدہ اخراجات / لاگت کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع پاکپتن میں قائم زرعی فارمز، رقبہ، استعمال اور آمدن و خرچ کی تفصیل

*7094 چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع پاکپتن میں قائم سرکاری زرعی فارمز کے نام و پتا جات سے آگاہ فرمائیں؟

(ب) ان فارموں کا کتنا کتنا رقبہ ہے، اس پر کون کون کب کب سے کاشت کر رہا ہے ان کے بہتر استعمال کے لئے کیا حکمت عملی اختیار کی جارہی ہے؟

(ج) کیا ان فارموں پر نئے بیج پیدا کئے جا رہے ہیں یا ایسا کوئی منصوبہ ہے؟

(د) کیا ان فارمز پر گنے کا ریسرچ انسٹیٹیوٹ بنانے کا حکومت ارادہ رکھتی ہے؟

(ہ) ان فارموں پر حکومت کا کتنا خرچ آیا ہے اور ان سے جو آمدن جنوری 2001 سے اب تک ہوئی اس کی تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

(و) کیا ان فارموں پر جانوروں کی افزائش کے لئے انتظامات ہیں۔ کتنے کتنے جانور پالے گئے ہیں ان سے کتنی آمدن ہوئی ہے؟

وزیر زراعت:

(الف) محکمہ زراعت ضلع پاکپتن میں قائم 2 سرکاری زرعی فارمز ہیں۔ ایک شعبہ توسیع کے زیر نگرانی اور دوسرا شعبہ تحقیق کے جن کے نام، پتاجات درج ذیل ہیں۔

شعبہ توسیع

"گورنمنٹ سیڈ فارم محمد نگر" تحصیل عارف والا ضلع پاکپتن شریف

شعبہ تحقیق

"گورنمنٹ سیڈ فارم دھکڑ" ضلع پاکپتن شریف

(ب) شعبہ توسیع

"گورنمنٹ سیڈ فارم محمد نگر" فارم کا کل رقبہ 528۔ ایکڑ ہے جس میں سے 494.43 ایکڑ رقبہ زیر کاشت ہے۔ 100 ایکڑ حکومت خود کاشت کر رہی ہے جبکہ بقیہ رقبہ 1928 سے 33 پٹہ داران کاشت کرتے آرہے ہیں جن کی تفصیل منسلکہ ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

شعبہ تحقیق

"گورنمنٹ سیڈ فارم دھکڑ" کا کل رقبہ 599 ایکڑ 2 کنال اور 3 مرلہ ہے جس میں سے 134 ایکڑ 5 کنال 7 مرلہ حکومت خود کاشت کر رہی ہے۔ 9 ایکڑ رقبہ پر بلڈنگ و سڑکیں ہیں، 63 ایکڑ 5 کنال 10 مرلہ رقبہ غیر کاشتہ ہے جبکہ 391 ایکڑ 7 کنال اور 6 مرلہ پر 25 پٹہ داران کاشت کر رہے ہیں جن کی تفصیل منسلکہ ضمیمہ الف (2) ایوان کی میز پر رکھ دی

گئی ہے:۔

بہتر استعمال کے لئے حکمت عملی

ان دونوں شعبوں کے فارموں کے بہتر استعمال کے لئے مندرجہ ذیل حکمت عملی اختیار کی جارہی ہے۔

1۔ مشینی کاشت کو ترجیح دی جارہی ہے۔
2۔ فصلوں کے ہیر پھیر میں مناسب تبدیلی کر کے مکئی اور دھان کے رقبہ میں اضافہ کیا جارہا ہے۔
3۔ نظام آبپاشی کو بہتر بنانے کے لئے کھالوں کو پختہ کیا جارہا ہے۔
4۔ ہمواری زمین پر خصوصی توجہ دی جارہی ہے۔
5۔ پنجاب سیڈ کارپوریشن کے لئے تصدیق شدہ بیج خصوصاً گندم وسیع پیمانے پر تیار کیا جارہا ہے۔
6۔ زرعی مداخل کی بروقت فراہمی کو یقینی بنایا جارہا ہے۔
7۔ زمین کی زرخیزی کو بہتر کرنے کے لئے سبز کھادوں کا استعمال کیا جارہا ہے۔
8۔ شعبہ تحقیق گورنمنٹ سیڈ فارم دھکڑ پر بذریعہ آبپاشی محض ٹیوب ویل ہیں اور ان کی کل تعداد 6 ہے۔ ان ٹیوب ویلوں کی کارکردگی بڑھانے کے لئے ان کو بجلی کے کنکشن میں تبدیل کیا جارہا ہے۔
اب تک تین ٹیوب ویل تبدیل کئے جا چکے ہیں۔ جس کی وجہ سے ان سے نکلنے والے پانی کے بہاؤ اور مقدار میں پہلے کی نسبت کافی اضافہ ہوگیا ہے۔
9۔ گورنمنٹ سیڈ فارم دھکڑ پر حکومتی کاشتہ رقبہ سے 45 ایکڑ جبکہ پٹہ داران کے رقبہ سے 72 ایکڑ اب تک ہموار کیا گیا ہے، جس کی وجہ سے فصلوں کی پیداوار میں خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے۔

(ج) شعبہ توسیع

"گورنمنٹ سیڈ فارم محمد نگر" پر وسیع پیمانے پر گندم کا بیج پنجاب سیڈ کارپوریشن کے لئے پیدا کیا جاتا ہے۔

شعبہ تحقیق

"گورنمنٹ سیڈ فارم دھکڑ" پر صرف دھان، کپاس اور گندم کی منظور شدہ اقسام کا بیج تیار کیا جارہا ہے۔

اس سال ان اقسام کا بیج پنجاب سیڈ کارپوریشن، ساہیوال کو بھی دیا جائے گا۔فی الحال گورنمنٹ سیڈ فارم دھکڑ پر نئے بیج پیدا کرنے کا کوئی بھی منصوبہ زیر غور نہ ہے۔

(د) اس ضمن میں کوئی تجویز زیر غور نہیں۔

(ہ) شعبہ توسیع

"گورنمنٹ سیڈ فارم محمد نگر"

سال	خرچ	آمدن	تفصیل
2001-02	27,65,530/-	28,15,329/-	وجوہات کی آمدن برائے سال 2002-03 مندرجہ ذیل ہیں:۔
2002-03	34,49,927/-	30,25,771/-	1۔پنجاب سیڈ کارپوریشن نے بیج گندم کی قیمت پیداوار کی رقم 4,86,378 سے کاٹ لی۔
2003-04	27,42,905/-	52,33,800/-	2۔آئندہ مالی سال کے لئے کھاد کی خریداری کر لی گئی۔ 5,93,383
2004-05	34,68,176/-	60,48,267/-	کل 10,79,761

شعبہ تحقیق

"گورنمنٹ سیڈ فارم دھکڑ"

سال	خرچ	آمدن	بچت
2000-01	5,52,000/-	7,67,000/-	2,15,000/-
2001-02	4,29,000/-	10,80,000/-	6,51,000/-
2002-03	8,13,000/-	12,50,000/-	4,37,000/-
2003-04	9,41,000/-	28,69,000/-	19,28,000/-
2004-05	10,23,000/-	32,03,000/-	21,80,000/-

(و) شعبہ توسیع کے گورنمنٹ سیڈ فارم محمد نگر تحصیل عارف والا اور شعبہ تحقیق کے گورنمنٹ سیڈ فارم دھکڑ ضلع پاکپتن میں جانوروں کی افزائش کے انتظامات نہیں ہیں اور نہ ہی وہاں پر جانور پالے جاتے ہیں۔

صوبہ میں قائم رائس ملز اور 2004 میں باسمتی چاول کی پیداوار سے متعلقہ تفصیل

*7123 حاجی محمد اعجاز: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) 2004 میں پنجاب میں باسمتی چاول کی کتنی پیداوار حاصل ہوئی اور کتنا چاول برآمد کرنے کے لئے وفاقی حکومت کو دیا گیا؟

(ب) پنجاب بھر میں مونجی چھڑنے کے کتنے بڑے پلانٹ (rice mills) سرکاری و نجی شعبہ میں موجود ہیں۔ کتنے چل رہے ہیں، جو بند پڑے ہیں ان کے دوبارہ پیداوار شروع کرنے کے لئے کیا اقدامات کئے گئے اور مزید کیا اقدامات زیر غور ہیں؟

(ج) چاول کی بین الاقوامی معیار کی پیکنگ کے لئے کیا اقدامات کئے گئے ہیں نیز ایکسپورٹرز کی حوصلہ افزائی کے لئے کیا مراعات وفاقی حکومت سے حاصل کی جارہی ہیں؟

وزیر زراعت:

(الف) صوبہ پنجاب میں 05-2004 میں باسمتی چاول کی پیداوار 2.7 ملین ٹن ہوئی صوبائی حکومت چاول کی خریداری کرتی ہے اور نہ ہی برآمد کے لئے وفاقی حکومت کو بھیجتی ہے۔ چاول کی برآمد دراصل پرائیویٹ ایکسپورٹرز کے ذریعہ ہوتی ہے جس کے لئے حکومت ہر قسم کی سہولیات مہیا کرتی ہے۔

(ب) محکمہ زراعت سے متعلقہ نہ ہے۔ تاہم محکمہ انڈسٹریز کے مطابق پنجاب بھر میں چاول چھڑنے کے 1065 پلانٹ ہیں جو کہ تمام تر پرائیویٹ ملکیت میں ہیں۔ ان میں سے 17 پلانٹ خراب ہیں۔

(ج) چاول کی پیکنگ اور گریڈنگ کے معیار پاکستان سٹینڈرڈ انسٹیٹیوٹ نے مقرر کئے ہیں، ایکسپورٹ کوالٹی کے گریڈ وغیرہ چیک کرنے کے لئے کوالٹی ریویو کمیٹی قائم کی گئی ہے جس کی تنظیم نو کی جارہی ہے۔ اس میں متعلقہ دوسرے stock holders کو شامل کر کے اس کو خود مختار ادارہ بنایا جارہا ہے، تاکہ یہ بڑے ایکسپورٹرز کے اثر سے باہر آ کر اپنی کارکردگی بہتر بنا سکے۔ پاکستان چاول کی برآمد چائنہ کے ساتھ شروع ہونے والی ہے۔ چائنہ کی معائنہ ٹیموں نے survey/ study کر کے پاکستانی گورنمنٹ کے ساتھ M.O.U پر دستخط کر دیئے ہیں۔ سال 05-2004 میں چاول کی برآمد ایک بلین امریکی ڈالر کی مالیت کے برابر ہوئی ہے۔ پچھلے دنوں چائنہ میں ایک نمائش ہوئی تھی جس میں پاکستانی ایکسپورٹرز نے دوسری مصنوعات کے علاوہ پاکستانی چاول کی بھی نمائش کی جس میں پاکستانی چاول کو دوسری مصنوعات کے ساتھ بہت پذیرائی حاصل ہوئی۔ سال 06-2005 میں چاول کی ایکسپورٹ کا ہدف 1.01 بلین امریکی ڈالر ہے اور اس کو پورا کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کی جائے گی۔

محکمہ زراعت شعبہ توسیع، گریڈ18اور19میں کام کرنے والے
آفیسرز کی کوالیفکیشن اور ترقی سے متعلقہ تفصیل

*7184جناب ارشد محمود بگو:کیاوزیرزراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ زراعت توسیع میں کتنے آفیسران بنیادی تنخواہ کے سکیل نمبر19اور 18کے current chargeپر کام کر رہے ہیں۔ان میں سےPh.dاورM.Scکتنے ہیں،کیا کوئی آفیسرB.Scبھی ہے نیزیہ کہ سروس رولز1980کے مطابق کتنے آفیسرز ترقی کے اہل ہیں؟

(ب) محکمہ زراعت توسیع میں کتنے آفیسران بنیادی تنخواہ کے سکیل نمبر19اور18میں own pay scaleپر کام کر رہے ہیں۔ان میں کتنےPh.d،ایم ایس سی ہیں نیزیہ کہ سروس رولز1980کے مطابق ترقی کے اہل ہیں؟

(ج) محکمہ زراعت توسیع میں کتنے آفیسران بنیادی تنخواہ کے سکیل نمبر19 اور18 میں acting officiating chargeپر کام کر رہے ہیں۔ ان کی تعلیم کیا ہے اور کیا سروس رولز1980 کے مطابق ترقی کے اہل ہیں اور اگر اہل ہیں تو ان کی ترقی کیوں مستقل بنیاد پر نہیں ہوئی؟

(د) ایک ہی محکمہ میں تین قسم کی تعیناتی کیایہ امتیازی سلوک نہ ہے؟

وزیرزراعت:

(الف)

(I) محکمہ زراعت شعبہ توسیع میں بنیادی تنخواہ کے سکیل نمبر19 میں(1)افسر اور سکیل نمبر18 میں5افسران کرنٹ چارج پر کام کر رہے ہیں۔ تفصیل ضمیمہ(الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(II) مندرجہ بالاافسران میں ایک آفیسر پی ایچ ڈی ہے۔(5)آفیسرز ایم ایس سی زراعت ہیں اور کوئی آفیسر بی۔ایس۔ سی نہ ہے۔

(III) سروس رولز1980 کے مطابق بنیادی پے سکیل نمبر19 کی(9)اسامیاں بذریعہ ترقی پر کی جاتی ہیں جس کے لئے بنیادی پے سکیل نمبر18 کے افسران ترقی پانے کے اہل ہیں جبکہ بنیادی پے سکیل نمبر18 کی27اسامیاں بذریعہ ترقی پُر کی جاتی ہیں جن کے لئے بنیادی پے سکیل نمبرBPS-17کے افسران ترقی پانے کے اہل ہیں۔

(ب)

(I) محکمہ زراعت شعبہ توسیع میں بنیادی پے سکیل نمبر 19 میں (8) افسران اور پے سکیل نمبر 18 میں (9) افسران own pay scale پر کام کر رہے ہیں۔

(II) مندرجہ بالا افسران میں۔

(2) افسران پی ایچ ڈی ہیں (15) افسران ایم۔ ایس۔ سی زراعت ہیں اور کوئی آفسر بی۔ ایس۔ سی نہ ہے۔

(III) سروس رولز 1980 کے مطابق بنیادی پے سکیل نمبر 19 کی (9) اسامیاں بذریعہ ترقی پر کی جاتی ہیں جس کے لئے بنیادی پے سکیل نمبر 18 کے افسران ترقی پانے کے اہل ہیں جبکہ بنیادی پے سکیل نمبر 18 کی (27) اسامیاں بذریعہ ترقی پر کی جاتی ہیں جن کے لئے بنیادی پے سکیل نمبر 17+SP کے افسران ترقی پانے کے اہل ہیں۔

(ج)

(I) محکمہ زراعت (توسیع) میں اس وقت کوئی ٹیکنیکل آفیسر بنیادی پے سکیل نمبر 19 اور پے سکیل نمبر 18 میں (acting charge) پر کام نہیں کر رہا۔

(II) تین افسران officiating charge پر کام کر رہے ہیں۔

مندرجہ بالا افسران کی تعلیم ایم ایس سی ہے اور یہ پے سکیل نمبر 18 میں ترقی پانے کے اہل ہیں لیکن بنیادی پے سکیل نمبر 18 میں ان تین اسامیوں پر کام کرنے والے افسران دوسرے شعبہ جات میں تعینات ہیں اور ان کا (officiating) شعبہ توسیع میں برقرار ہے۔ اس لئے ان عارضی طور پر خالی ہونے والی اسامیوں پر افسران کو مستقل بنیادوں پر ترقی نہیں دی جا سکتی اور یہ اسامیاں اہل افسران کو (officiating) بنیادوں پر تعینات کر کے پُر کی گئی ہیں۔ تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د)

(I) محکمہ زراعت شعبہ (توسیع) میں بنیادی تنخواہ سکیل نمبر 19 کی 9 خالی اسامیاں عدالتی کیس کی وجہ سے مستقل بنیادوں پر پر کرنا ممکن نہ ہے اس لئے یہ اسامیاں وقتی طور اہل افسران کو (current charge) پر تعینات کر کے پُر کی گئی ہیں۔ ان افسران کی

current charge پر ترقی کی مدت ختم ہونے پر پالیسی کے مطابق حکومت نے انہیں own pay scale پر تعینات کر دیا ہے تاکہ سرکاری کام میں رکاوٹ پیدا نہ ہو۔

(II) محکمہ زراعت شعبہ توسیع میں ای۔ڈی۔او زراعت سکیل نمبر 18 کی 13 اسامیاں بذریعہ ٹرانسفر پر کی گئی ہیں۔ان اسامیوں پر تعینات کئے گئے افسران کی خالی ہونے والے عارضی اسامیوں پر بنیادی سکیل نمبر SP+17 کے افسران کو کرنٹ چارج پر تعینات کیا گیا تھا۔ان افسران کی کرنٹ چارج پر کی گئی ترقی کی مدت ختم ہونے پر پالیسی کے مطابق حکومت نے انہیں own pay scale پر تعینات کر دیا ہے۔

(III) بذریعہ ترقی پر کی جانے والی ایسی اسامیاں جن پر کام کرنے والے 3 افسران دوسرے شعبہ جات میں تعینات ہیں اور ان کا lien اس شعبہ میں برقرار ہے۔ان اسامیوں پر اہل افراد کو (officiating charge) پر لگایا گیا ہے۔دوسرے شعبہ جات میں کام کرنے والے افسران کی واپسی پر offciating بنیادوں پر لگائے گئے،افسر واپس اپنی اصلی اسامی پر آجائیں گے۔

مندرجہ بالا قانونی وجوہات کی بنیاد پر ایک ہی شعبہ میں افسران کو /current charge own pay Scale/officiating basis پر تعینات کیا گیا ہے۔

لودھراں میں 2003 تا حال، محکمہ زراعت میں بھرتی کی تفصیل

*7366 سید محمد رفیع الدین بخاری:کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) یکم جنوری 2003 سے آج تک محکمہ زراعت ضلع لودھراں میں جن افراد کو بھرتی کیا گیا ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، ڈومیسائل اور پتا جات کی تفصیل محکمہ کے ہر ونگ کی علیحدہ علیحدہ فراہم کی جائے؟

(ب) اگر ان افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا تو میرٹ بنانے کا طریق کار اور میرٹ لسٹ فراہم کی جائے؟

(ج) میرٹ بنانے والے اور ریکروٹمنٹ کمیٹی میں شامل افسران کے نام، گریڈ، عہدہ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) اگر یہ بھرتی باقاعدہ اخبارات میں تشہیر کر کے کی گئی تو ان اخبارات کے نام، تاریخ مع نقل فراہم کی جائے؟

(ہ) جن افراد کو رولز میں نرمی کرکے بھرتی کیا گیا ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ اور تعلیمی قابلیت کی تفصیل مع رولز میں نرمی کرنے کی وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر زراعت:

(الف) محکمہ زراعت ضلع لودھراں میں 2003 سے اب تک کل 177 افراد بھرتی کئے گئے جن کی شعبہ وار تفصیل درج ذیل ہے:۔

نام شعبہ	تعداد بھرتی افراد
شعبہ فیلڈ	1
شعبہ توسیع	75
شعبہ کراپ رپورٹنگ سروس	9
شعبہ اصلاح آبپاشی	92
میزان	177

ان ملازمین کی شعبہ وار تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) درج بالا چاروں شعبہ جات میں بھرتی حکومت پنجاب کے محکمہ S&GAD کی چٹھی نمبر SOR-III-2-15/2003 مورخہ 05-05-03 اور بحوالہ چٹھی نمبری (SOR-IV(S&GAD/10-12-/2003 مورخہ 17-09-04 کے تحت میرٹ پر کی گئی۔ میرٹ لسٹ کی کاپی ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ریکروٹمنٹ کمیٹی میں شامل افسران کے نام، گریڈ، عہدہ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی شعبہ وار تفصیلات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(د) بھرتی کی تشہیر باقاعدہ اخبارات میں کی گئی۔ ان اخبارات کے نام اور تواریخ شعبہ وار اور ان اشتہارات کی فوٹو کاپیاں ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ہ) متعلقہ چاروں شعبہ جات میں کسی بھی فرد کو رولز میں نرمی کرکے بھرتی نہ کیا گیا ہے۔

صوبہ میں کاشت ہونے والی مکئی کی اقسام، فی ایکڑ پیداوار اور بیج کی درآمد سے متعلقہ تفصیل

*7399 رانا سرفراز احمد خان: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) پنجاب میں اس وقت کتنی اقسام کی مکئی کاشت کی جاتی ہے اس کی اوسط پیداوار فی ایکڑ کیا ہے؟

(ب) کیا یہ امر درست ہے کہ مکئی کی بہت سی اقسام کے بیج غیر ممالک سے درآمد کئے جاتے ہیں، کون کون سی اقسام کے بیج گزشتہ 3 سالوں میں درآمد کئے گئے اور ان کی اوسط پیداوار فی ایکڑ کیا ہے؟

(ج) سرکاری سطح پر اور نجی اداروں کے تحت مکئی کے کون کون سے بیج کہاں کہاں پر تیار کئے گئے ہیں اور ان کی اوسط پیداوار کیا ہے؟

وزیر زراعت:

(الف) صوبہ پنجاب میں مکئی کی دو اقسام کاشت کی جاتی ہیں۔

(1) سنتھیٹک اقسام مکئی / موسمی اقسام

(2) دوغلی اقسام مکئی / ہائبر مکئی

ان دونوں اقسام کی اوسط پیداوار بالترتیب 34 اور 69 من فی ایکڑ ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ مکئی کی دوغلی اقسام کے بیج غیر ممالک سے انٹرنیشنل کمپنیاں درآمد کرتی ہیں۔ جو اقسام گزشتہ تین سالوں سے غیر ممالک سے درآمد کی گئیں، وہ درج ذیل ہیں:۔

میسرز پائینر، (M/S Pioneer)3012، 3062، 30Y62، 34N43، 32F10، 30W86، 3335

میسرز مانسینٹو (M/S Monsanto)922، 919، 5219، 6124، 6525

میسرز کارن(M/S Hi-Corn)8464، 8288

میسرز سنجینٹا (M/S Sungenta)73Q3، 7989، 8001، 8441

صوبہ پنجاب میں متذکرہ دوغلی اقسام / ہائبرڈ مکئی کی پیداواری صلاحیت 80-100 من فی ایکڑ ریکارڈ کی گئی ہے۔

(ج) سرکاری سطح پر مکئی کے بیج زرعی تحقیقاتی ادارہ مکئی، جوار، باجرہ یوسف والا ساہیوال میں تیار کئے گئے ہیں اور ان اقسام کی تفصیل و پیداواری صلاحیت کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ تاہم پنجاب میں نجی اداروں کے تحت مکئی کی دوغلی اقسام کے بیج کی تیاری کا کام حال ہی میں شروع ہوا ہے اور ابھی ابتدائی مراحل میں ہے۔

سال 2005-06، کھالے پختہ کرنے کے لئے مختص فنڈز، تقسیم اور تعمیر سے متعلقہ تفصیل

*7417 حاجی محمد اعجاز: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) مالی سال 2005-06 میں کتنی رقم صوبہ میں پختہ کھالوں کی تعمیر کے لئے مختص کی گئی اس میں سے کتنی رقم وفاق کی طرف سے فراہم کی گئی اور کتنی رقم صوبائی حکومت کی جانب سے فراہم کی گئی ہے؟

(ب) یہ رقم کس کس شرح سے صوبہ کے اضلاع میں تقسیم کی گئی؟

(ج) ہر ضلع کو کتنی رقم دی گئی ہے؟

(د) اب تک کتنی رقم فراہم کی گئی اور کتنی فراہم کی جائے گی؟

(ہ) اس سال کے دوران کتنے کھالے صوبہ میں تعمیر کئے جائیں گے؟

وزیر زراعت:

(الف) مالی سال 2005-06 میں قومی منصوبہ برائے کھالہ جات (پنجاب) کے تحت پختہ کھالوں کی تعمیر کے لئے 3508.80 ملین روپے وفاقی حکومت کی جانب سے فراہم کئے گئے ہیں۔ اسی طرح پچھلے سال کے بقیہ 149.29 ملین روپے ملا کر کل رقم 3658.09 ملین روپے بن جاتی ہے جبکہ صوبائی حکومت کی جانب سے 61.21 ملین روپے برائے کنسل ٹینسی مہیا کئے گئے۔

(ب) مذکورہ رقم ہر ضلع میں کھالہ جات کے تعمیری پلان کے مطابق تقسیم کی گئی ہے۔

(ج) ضلع وار رقم کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) اب تک کل 3658.09 ملین روپے وفاقی حکومت کی جانب سے مالی سال 2005-06 کے لئے فراہم کئے گئے ہیں جن میں سے 30- جون 2006 تک 3249.04 ملین روپے خرچ کئے جا چکے ہیں جبکہ بقیہ بھی اسی طرح رواں مالی سال میں پختہ کھالوں کی اصلاح پر صرف ہو جائیں گے۔

(ہ) مالی سال 2005-06 کے دوران صوبہ پنجاب میں 5015 کھالہ جات کی پختگی منظور شدہ طریق کار کے مطابق کی جا چکی ہے۔ ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

اڈہ پٹھو ریسرچ فارم فاروق آباد سے متعلقہ تفصیلات

*7817 جناب سمیع اللہ خان: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) اڈہ پٹھو ریسرچ فارم فاروق آباد (شیخوپورہ) کتنے رقبہ پر مشتمل ہے؟

(ب) اس وقت اس ریسرچ سٹیشن میں کن کن فصلوں پر ریسرچ کی جارہی ہے؟

(ج) اس وقت اس ریسرچ فارم میں کتنے رقبہ پر کون کون سی فصل کاشت کی گئی؟

(د) اس فارم کی سال 04-2003 اور 05-2004 کی آمدن اور اخراجات کی تفصیل فراہم کی جائے۔

(ہ) اس فارم پر تعینات ملازمین کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر زراعت:

(الف) اڈہ پٹھو ریسرچ فارم فاروق آباد (شیخوپورہ) 29 ایکڑ 3 کنال رقبہ پر مشتمل ہے۔

(ب) گندم اور چاول پر۔

(ج) اس وقت اس ریسرچ فارم پر مندرجہ ذیل فصلات کاشت کی گئی ہیں:۔

1۔ برسیم چارہ 7 ایکڑ 1 کنال

2۔ گندم 22 ایکڑ 2 کنال

(د)

نمبر شمار	تفصیل	آمدنی 2003-04	آمدنی 2004-05	خرچہ 2003-04	خرچہ 2004-05
1۔	ڈیزل			11678	26910
2۔	مرمت ٹریکٹر و زرعی آلات			5508	10553
3۔	بیج، کھاد، ادویات وغیرہ			75338	72968
4۔	آبیانہ			4222	4676
5۔	بل بجلی			63038	59465
	کل آمدنی وخرچہ	401108	566759	159784	174572

(ہ) اس کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

کپاس کی پیداوار میں کمی کی وجوہات اور اضافے کے لئے حکومتی اقدامات

*7823 میاں ماجد نواز: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پچھلے سال کی نسبت اس سال کپاس کی پنجاب میں پیداوار 15 فیصد کم ہوئی ہے؟

(ب) کیا حکومت نے کپاس کی پیداوار میں کمی کے اسباب جاننے کے لئے کوئی کمیٹی تشکیل دی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات بیان فرمائیں؟

(ج) حکومت کپاس کی پیداوار میں اضافہ کے لئے کسانوں کو کیا کیا مراعات فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر زراعت:

(الف) گزشتہ سال پنجاب میں 1,11,49,000 گانٹھ کپاس کی پیداوار ہوئی تھی، اس سال کپاس کی 1,02,50,000 گانٹھیں حاصل ہوئی ہیں، یہ پیداوار گزشتہ سال کی نسبت 8 فیصد کم ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے برائے سال 2005 میں کپاس کی پیداوار میں کمی کے اسباب جاننے کے لئے مورخہ 13-10-2005 کو مندرجہ ذیل افسران پر مشتمل کمیٹی کی تشکیل دی۔

1۔ ڈائریکٹر، کاٹن ریسرچ انسٹیٹیوٹ، فیصل آباد
2۔ ڈائریکٹر، کراپ رپورٹنگ سروس، لاہور
3۔ ڈائریکٹر، سنٹرل کاٹن ریسرچ انسٹیٹیوٹ، ملتان
4۔ ڈائریکٹر، ایگرانومی ریسرچ انسٹیٹیوٹ، فیصل آباد
5۔ نمائندہ ڈائریکٹر جنرل، پیسٹ وارننگ اینڈ کوالٹی کنٹرول، ملتان
6۔ ڈسٹرکٹ آفیسر، ساہیوال

تشکیل شدہ کمیٹی نے سال 2005 میں کپاس کی پیداوار میں کمی کے مندرجہ ذیل اسباب رپورٹ کئے ہیں:۔

1۔ الیکشن کی وجہ سے کپاس کی فصل کو توجہ نہ مل سکی۔
2۔ کپاس کی پیداوار میں کمی، رقبہ میں کمی کی وجہ سے ہوئی۔
3۔ ڈیزل کی قیمتوں میں اضافہ اور اگست میں کم بارشوں کے سبب کھیتوں میں مطلوبہ نمی نہ ہونے کے برابر تھی۔
4۔ کپاس کی پیداوار میں کمی کا بڑا سبب جولائی تا اکتوبر میں درجہ حرارت کا بڑھ جانا تھا جس کی وجہ سے کپاس کے پھول میں موجود زردانے (pollen) خاصے متاثر ہوئے اور نتیجتاً

پودوں پر ٹینڈوں کی تعداد نہ صرف کم ہوئی بلکہ ان ٹینڈوں کا وزن بھی کم ہو گیا اور یہ جلد کھل گئے۔ علاوہ ازیں پھل بار آور کی شاخوں کی تعداد میں کمی ہوئی۔

5۔ کپاس کی پتہ وائرس (CLCV) کی بیماری کا حملہ ملتان اور بہاول پور میں پچھلے سال کی نسبت زیادہ ریکارڈ کیا گیا۔

6۔ سفید مکھی، سبز تیلہ، چتکبری سنڈی، امریکن سنڈی، بول ورم اور لشکری سنڈی کا حملہ بھی کپاس کے کاشت شدہ علاقوں میں پچھلے سال کی نسبت زیادہ ریکارڈ کیا گیا۔

(ج) حکومت کپاس کی پیداوار بڑھانے کے لئے کسانوں کو مندرجہ ذیل مراعات اور سہولتیں مہیا کر رہی ہے۔

1۔ کاشتکاروں کو کپاس کی مناسب قیمت دلانے کے لئے امدادی قیمت کا بروقت اعلان۔

2۔ قیمتوں میں استحکام کے لئے ٹریڈنگ کارپوریشن آف پاکستان کی بروقت مداخلت اور کاشتکاروں سے براہ راست مناسب قیمت پر خریدنے سے مقابلہ کار جحان۔

3۔ بیرون /اندرون ملک اچھی قیمت حاصل کرنے کے لئے آلودگی سے پاک کپاس کی پیداواری مہم۔

4۔ کاشتکاروں کو اچھی کوالٹی کی کپاس پیدا کرنے پر پریمئیم کی ادائیگی کے وسیع انتظامات۔

5۔ حکومت زیادہ پیداوار دینے، کیڑوں مکوڑوں اور بیماریوں کے خلاف قوت مدافعت رکھنے والی کپاس کی نئی اقسام متعارف کرا رہی ہے۔

6۔ مارکیٹ کے استحکام کے لئے کپاس کی آزادانہ تجارت۔

7۔ ایسے اضلاع جہاں کچھ عرصہ پہلے اچھی کپاس پیدا ہوئی تھی اور اب کمی ہو گئی ہے۔ وہاں دوبارہ کپاس کے زیر کاشت رقبہ اور پیداوار بڑھانے کے لئے اقدامات اور سکیموں کا اجراء

8۔ پیسٹ سکاؤٹنگ کے لئے کاشتکاروں اور عملہ زراعت کی باقاعدہ ٹریننگ۔

9۔ مربوط طریقہ انسداد پراجیکٹ کے تحت کیڑوں مکوڑوں اور بیماریوں سے بچاؤ کے لئے فارمز فیلڈ سکولوں کا قیام

10۔ کپاس کی فصل پر استعمال ہونے والی خالص زرعی ادویات کی مارکیٹ میں فراہمی۔

پنجاب سیڈ کارپوریشن، بیجوں کے سٹور اور سپلائی سے متعلقہ تفصیل

*7988 میاں ماجد نواز: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) پنجاب سیڈ کارپوریشن نے سال 2004 اور 2005 میں کسانوں کو کس کس فصل کا بیج فروخت کیا؟

(ب) اس عرصہ کے دوران اس کارپوریشن نے کپاس، گندم، چاول اور کماد کے کون کون سے بیج کسانوں کو کتنی مقدار میں فراہم کئے؟

(ج) اس وقت سیڈ کارپوریشن کے کس کس سٹور میں ان فصلوں کا بیج کتنی مقدار میں پڑا ہوا ہے؟

(د) اس وقت سیڈ کارپوریشن کے کل کتنے defaulters ہیں ان کی تفصیل ضلع وار فراہم کی جائے؟

وزیر زراعت:

(الف) پنجاب سیڈ کارپوریشن نے سال2004 اور2005 میں کاشتکاروں کو مندرجہ ذیل فصلوں کا اعلیٰ کوالٹی کا تصدیق شدہ بیج فراہم کیا۔

1۔ گندم 2۔ کپاس 3۔ چاول

4۔ آلو 5۔ چنے 6۔ مونگی

7۔ تیل دار اجناس 8۔ سبزیات

(ب) سال2004 اور2005 کے دوران گندم، چاول اور کپاس کے مختلف اقسام کی خرید کردہ مقدار کی تفصیل منسلکہ ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے جبکہ محکمہ کماد کے بیج کی خرید وفروخت نہیں کرتا۔

(ج) متعلقہ تفصیل منسلکہ ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) پنجاب سیڈ کارپوریشن چونکہ نقد ادائیگی پر کاشتکاروں کو بیج فراہم کرتی ہے لہذا کوئی defaulter نہ ہے۔

محکمہ زراعت لاہور میں جونیئر کلرکس کی بھرتی کی تفصیل

*8151 محترمہ انجم سلطانہ: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ناظم اطلاعات زرعی ایگریکلچر ہاؤس 21 ڈیوس روڈ لاہور میں جونیئر کلرک کی بھرتی کے لئے درخواستیں طلب کی گئی تھیں اور انٹرویو ٹیسٹ لئے گئے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ میرٹ کو نظر انداز کر کے بھرتی کی گئی ہے جس طرح ایف ایس سی پاس نوجوان ڈپلومہ ہولڈر نوجوان محمد ابرار لطیف کو فائنل ہونے کے بعد نظر انداز کر کے تعینات نہیں کیا گیا ہے وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر زراعت:

(الف) یہ درست ہے کہ نظامت زرعی اطلاعات میں جونیئر کلرک کی ایک اسامی پر بھرتی کے لئے مورخہ 18-2-2006 کو روزنامہ جنگ میں شائع ہونے والے اشتہار کے ذریعے درخواستیں طلب کی گئیں اور مورخہ 10-03-06 کو انٹرویو/ٹیسٹ لئے گئے۔

(ب) نظامت زرعی اطلاعات پنجاب میں جونیئر کلرک کی ایک اسامی پر سلیکشن کمیٹی کی طرف سے ٹیسٹ وانٹرویو کے بعد میرٹ پر بھرتی کی گئی۔ سروس رولز کے مطابق اس اسامی کے لئے تعلیمی قابلیت و تجربہ درج ذیل ہے۔

"کسی منظور شدہ بورڈ سے میٹرک یا مساوی تعلیم اور انگلش ٹائپنگ میں 25 الفاظ فی منٹ رفتار ہونی چاہئے"

اس اسامی کے لئے 36 امیدواروں کی طرف سے درخواستیں موصول ہوئیں جن میں سے 14 امیدوار انٹرویو/ٹیسٹ کے لئے حاضر ہوئے۔ محمد ابرار لطیف نے تعلیمی قابلیت کے 40 نمبر، مگر مطلوبہ ٹائپنگ رفتار نہ ہونے کی وجہ سے ٹائپنگ ٹیسٹ وانٹرویو میں 14 نمبر حاصل کئے۔ ان کی ٹائپنگ رفتار 25 الفاظ 57 فی منٹ کی مطلوبہ کم سے کم رفتار کے مقابلہ میں تقریباً 15 الفاظ فی منٹ تھی اس طرح وہ مجموعی طور پر 54 نمبر حاصل کر کے چوتھی پوزیشن پر رہے۔ سلیکشن کمیٹی کی طرف سے ٹیسٹ وانٹرویو میں سب سے زیادہ 67 نمبر حاصل کرنے والے امیدوار محمد عثمان کو جونیئر کلرک کی اسامی پر میرٹ پر بھرتی کیا گیا۔

محکمہ زراعت لاہور میں ڈیٹا انٹری آپریٹرز کی بھرتی سے متعلقہ تفصیل

*8153 محترمہ انجم سلطانہ: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پروگرام مینجمنٹ یونٹ نیشنل پروگرام ایمپرو ومنٹ واٹر کورسز ان پاکستان پنجاب کمپونٹ 41/A لارنس روڈ لاہور آفس میں ڈیٹا انٹری آپریٹر کی بھرتی کے لئے درخواستیں طلب کر کے ٹیسٹ/انٹرویو وغیرہ بھی لئے گئے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ تقرریاں میرٹ کو نظرانداز کر کے رشوت کی بنیاد پر کی گئی ہیں۔ جس طرح ایف ایس سی پاس کمپیوٹر ڈپلومہ ہولڈر نوجوان محمد ابرار لطیف ولد محمد لطیف

کو بھی فائنل ہونے کے بعد بلکہ پہلے نمبر پر آنے کے باوجود نظر انداز کر کے بھرتی نہیں کیا گیا ہے۔ بلکہ انچارج سلیکشن کمیٹی نے اسے کہہ دیا کہ میرٹ پر آنے کے باوجود تمہیں بھرتی نہیں کروں گا۔ کیا حکومت متعلقہ افسر کے خلاف کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے اور محمد ابرار کو اس کا حق دلانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر زراعت:

(الف) یہ درست ہے کہ پروگرام مینجمنٹ یونٹ، نیشنل پروگرام فار امپروومنٹ آف واٹر کورسز پنجاب (کمپوننٹ) 41۔اے لارنس روڈ لاہور اور اس کے لاہور ریجن آفس 40-A/5-A میسن روڈ لاہور میں ڈیٹا انٹری آپریٹر کی بھرتی کے لئے درخواستیں مورخہ 15۔فروری 2006 تک طلب کر کے ٹیسٹ/انٹرویو لئے گئے۔ کاپی اشتہار روزنامہ ''جنگ'' ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یہ قطعی غلط ہے کہ تقرریاں میرٹ کو نظر انداز کر کے رشوت کی بناء پر کی گئی ہیں۔ محمد ابرار لطیف ولد محمد لطیف کو ٹیسٹ/انٹرویو کے لئے پروگرام مینجمنٹ یونٹ کے لاہور ریجن آفس واقع 40-A/5-A میسن روڈ لاہور میں طلب کیا گیا۔ مذکورہ درخواست گزار سیریل نمبر 3 کو تعلیمی استعداد کے 36 نمبر اور ٹیسٹ/انٹرویو کے 11 نمبر دیئے گئے۔ اس طرح اس نے مجموعی طور پر 47 نمبر حاصل کئے۔ اس کے برعکس کامیاب امیدوار عاصمہ خالد دختر خالد حسین (مرحوم) نے تعلیمی استعداد میں 52 نمبر جبکہ ٹیسٹ/انٹرویو میں 17.5 نمبر حاصل کئے۔ اس طرح میرٹ کے مطابق سب سے زیادہ یعنی 69.5 نمبر حاصل کرنے کی وجہ سے عاصمہ خالد سیریل نمبر 24 کو ڈیٹا انٹری آپریٹر کے لئے کامیاب امیدوار قرار دیا گیا۔ میرٹ لسٹ کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ بھرتی محکمہ سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کی کنٹریکٹ ایمپلائمنٹ پالیسی 2004 اور بھرتی پالیسی 2004 کے عین مطابق کی گئی۔ یہ کہنا کہ مذکورہ امیدوار کو پہلے نمبر پر آنے کے باوجود نظر انداز کیا گیا ہے کا حقیقت سے تعلق نہ ہے۔

زرعی انجنیئر لاہور ڈویژن، تعینات سٹاف، بجٹ اور اخراجات کی تفصیل

*8285 محترمہ فائزہ احمد: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) زرعی انجنیئر لاہور ڈویژن کے ماتحت کون کون سے اضلاع ہیں؟

(ب) زرعی انجنیئر کے کیا کیا فرائض ہیں اور وہ کسانوں کو کیا کیا سہولیات فراہم کرتے ہیں؟

(ج) زرعی انجنیئر لاہور ڈویژن کے ماتحت کام کرنے والے گریڈ 16 اور اوپر کے ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ اور جگہ تعیناتی کی تفصیل دی جائے؟

(د) سال 05-2004 اور 06-2005 کے اس دفتر کے بجٹ کی تفصیل دی جائے؟

(ہ) ان سالوں کے دوران کتنی رقم سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور ٹی اے / ڈی اے پر صرف ہوئی؟

(و) اس عرصہ کے دوران کتنی رقم سرکاری گاڑیوں کی مرمت اور تیل پر خرچ ہوئی؟

(ز) یہ گاڑیاں جن افسران کے زیر استعمال ہیں ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور جگہ تعیناتی کی تفصیل دی جائے؟

وزیر زراعت:

(الف) زرعی انجنیئر لاہور کے ماتحت چار اضلاع ہیں:۔

1۔	لاہور	2۔	شیخوپورہ
3۔	قصور	4۔	اوکاڑہ

(ب) کسانوں کو نہایت کم نرخوں / سبسڈی پر زمین ہموار کرنے کے لئے بلڈوزر مہیا کرنا انتظامی امور برائے چار اضلاع لاہور، قصور، شیخوپورہ، اوکاڑہ کی زرعی مشینری کے لئے حکومت سے وصول کردہ فنڈز تقسیم کرنا فیلڈ عملہ سکیل نمبر 1 تا 5 کے خلاف تادیبی کارروائی عمل میں لانا و سکیل نمبر 1 تا 5 کی تعیناتی حکومت کی منظوری سے عمل میں لانا ہے۔

(ج) زرعی انجنیئر لاہور ڈویژن کے ماتحت گریڈ 16 کا کوئی ملازم نہیں اور اوپر کے ملازمین کی تفصیل نیچے درج ہے۔

نام	عہدہ	جگہ تعیناتی
1۔ساجد نصیر	نائب زرعی انجنیئر	فیلڈ اپریشن لاہور
2۔مبین احسن	۔ایضاً۔	سٹور آفیسر لاہور
3۔عبدالمالک	۔ایضاً۔	انچارج زرعی انجنیئرنگ ورکشاپ لاہور
4۔زاہد بشیر	۔ایضاً۔	سٹور و ریفائر لاہور
5۔محمد اکرم قصوری	۔ایضاً۔	ضلعی آفیسر فیلڈ اینڈ ورکشاپ قصور
6۔محمد سعید احمد کھوکھر	۔ایضاً۔	ضلعی آفیسر فیلڈ اینڈ ورکشاپ شیخوپورہ
7۔اعجاز احمد رندھاوا	۔ایضاً۔	ضلعی افسر فیلڈ اوکاڑہ

(د) تفصیل بجٹ

2004-05 2005-06

گرانٹ 18۔زراعت مستقل

بجٹ	خرچہ	بقایا	بجٹ	خرچہ	بقایا
44783500	44853798	70298	56761000	45157985	11603015

تعمیراتی کام (K. Works)

بجٹ	خرچہ	بقایا	بجٹ	خرچہ	بقایا
235000	235000	0	203000	203000	0

مرمت اور دیکھ بھال سرکاری دفتر رہائشی کالونی (M& R Funds)

بجٹ	خرچہ	بقایا	بجٹ	خرچہ	بقایا
1005000	1005000	0	815000	813590	1410

(ہ) سرکاری ملازمین کی تنخواہوں کا خرچہ سرکاری ملازمین کے ٹی اے / ڈی اے کا خرچہ

دوران سال 2004-05	دوران سال 2004-05
رقم مبلغ 19148354 روپے	رقم مبلغ 897267 روپے
دوران سال 2005-06	دوران سال 2005-06
رقم مبلغ 19884789 روپے	رقم مبلغ 873896 روپے
ٹوٹل 39033143	

(و)

گاڑی نمبر	سال	خرچہ تیل	خرچہ مرمت / پارٹس	کل خرچہ
LHO-7027	2004-05	41581	23588	65169
LHV-9132	2005-06	68852	24896	93748
JMB-2374	2005-06	38145	4670	42815
LHR-6738	2004-05	108075	44347	152422
ایضاً	2005-06	139621	20720	160341
LHR-6604	2004-05	99224	11389	110613
ایضاً	2005-06	218070	37389	255459

GAC-5078	2004-05	39808	59975	99738
ایضاً	2005-06	218070	37389	255459
LHK-1486	2004-05	100440	36353	136793
ایضاً	2005-06	94926	101374	196300
KSB-1270	2004-05	184091	95507	279598
ایضاً	2005-06	135449	65729	201178

(ز)

گاڑی نمبر	نام افسر	گریڈ	عہدہ/جگہ تعیناتی
LHO-7027	بشیر احمد باجوہ(2004-05)	18	زرعی انجنیئر لاہور ڈویژن لاہور
LHV-9132	بشیر احمد باجوہ(2005-06)	18	زرعی انجنیئر لاہور ڈویژن لاہور
LHR-6604	عبدالمالک/مبین احسن	17	انچارج ورکشاپ لاہور/سٹور افسر لاہور
LHR-6738	ساجد نصیر	17	نائب زرعی انجنیئر فیلڈ اپریشن لاہور
JMB-2374	زاہد بشیر	17	سٹور ویریفائر لاہور
LHK-1486	محمد اکرم قصوری	17	نائب زرعی انجنیئر فیلڈ اینڈ ورکشاپ لاہور
GAC-5078	محمد سعید احمد کھوکھر	17	نائب زرعی انجنیئر فیلڈ اینڈ ورکشاپ لاہور
KSB-1260	اعجاز احمد رندھاوا	17	نائب زرعی انجنیئر فیلڈ اپریشن لاہور

جنوری 2004 تاحال، زرعی انجنیئر لاہور ڈویژن میں بھرتی کی تفصیل

*8286 محترمہ فائزہ احمد: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری 2004 سے آج تک لاہور ڈویژن زرعی انجنیئر کے دفتر میں بھرتی ہونے والے افراد کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، پتا جات، ڈومیسائل اور جگہ تعیناتی کی تفصیل دی جائے؟

(ب) اگر بھرتی سے قبل اخبارات میں تشہیر ہوئی تو ان اخبارات کے نام مع تاریخ بیان کریں؟

(ج) اگر میرٹ پر بھرتی ہوئی تو میرٹ لسٹ فراہم کریں نیز میرٹ بنانے کا طریق کار اور میرٹ بنانے والے افسران کے نام، عہدہ، گریڈ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل دی جائے؟

(د) کتنے افراد کو وزیر اعلیٰ/وزیر زراعت کے احکامات کے تحت بھرتی کیا گیا؟

وزیرزراعت:

(الف) عرصہ ہذا کے دوران (2) فیزز میں بھرتی کی گئی۔ پہلے فیز میں 12افراد کو تین سالہ کنٹریکٹ بنیاد پر اور ایک فرد کو رول 17-A کے تحت مستقل بنیاد پر بھرتی کیا گیا۔
دوسرے فیز کے دوران انیس افراد کو تین سالہ کنٹریکٹ کی بنیاد پر بھرتی کیا گیا، بھرتی کئے گئے افراد کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
پہلے فیز میں تین سالہ کنٹریکٹ پر بھرتی کئے گئے بارہ افراد کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) فیز I میں بھرتی کے 2اخبارات میں اشتہار دیا گیا۔
اشتہارات کی نقول ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔
روزنامہ "نوائے وقت" مورخہ 12-12-03
2۔ روزنامہ "جنگ" مورخہ 17-12-03
فیز۔II میں بھرتی کے لئے درج ذیل اخبارات میں اشتہار دیا گیا۔اشتہار کی نقول ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔منسلکہ (ب)
1۔ روزنامہ "ایکسپریس" مورخہ 17-03-06
2۔ روزنامہ "جنگ" مورخہ 19-03-06

(ج) فیز۔1 اور فیز۔II کے دوران تمام افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا۔ میرٹ لسٹ اور میرٹ بنانے کا طریق کار حکومت پنجاب کی ریکروٹمنٹ پالیسی 2003 اور 2004 کے مطابق تھا۔
ریکروٹمنٹ کمیٹی کی تشکیل بذریعہ گورنمنٹ آف پنجاب ایگریکلچرل ڈیپارٹمنٹ نوٹیفکیشن نمبر SO(F&WM)24-37/2003 مورخہ 06-12-03 دی گئی۔ کمیٹی ممبران کے نام منسلکہ (پ) اور میرٹ لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
فیز۔II میں ریکروٹمنٹ کمیٹی کی تشکیل بذریعہ گورنمنٹ آف پنجاب ایگریکلچرل ڈیپارٹمنٹ نمبر SO(F&WM)24-37/2003 مورخہ 18-10-04 دی گئی کمیٹی کے ممبران کے نام منسلکہ (ت) اور میرٹ لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) کسی بھی فرد کو وزیر اعلیٰ / وزیر زراعت کے احکامات کے تحت بھرتی نہیں کیا گیا۔

بہاولپور میں کاٹن ریسرچ سنٹر کو سب سٹیشن بنانے کی وجوہات

*8373 ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بہاولپور میں قائم کاٹن ریسرچ سٹیشن کا درجہ کم کر کے اس ادارہ کو سب سٹیشن بنایا جا رہا ہے اور اس طرح سرپلس ہونے والے عملہ کو کاٹن ریسرچ انسٹیٹیوٹ ملتان منتقل کیا جا رہا ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ کاٹن سٹیشن بہاولپور نے کاٹن کی جو اقسام متعارف کروائی ہیں، وہ سخت گرمی اور پانی کی کمی کو برداشت کرنے کی بھرپور صلاحیت رکھتی ہیں اور ان اقسام کی وجہ سے ملک میں کاٹن کی پیداوار میں خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے؟

(ج) اگر مندرجہ بالا درست ہے تو کیا وجہ ہے کہ کاٹن ریسرچ سٹیشن بہاولپور کا درجہ بڑھا کر کاٹن ریسرچ انسٹیٹیوٹ بنانے کے برعکس اس ادارہ کا درجہ کم کر کے اسے سب سٹیشن میں تبدیل کیا جا رہا ہے؟

وزیر زراعت:

(الف) یہ درست نہ ہے کہ بہاولپور میں قائم کاٹن ریسرچ سٹیشن کا درجہ کم کر کے اسے سب سٹیشن بنایا جا رہا ہے۔ موجودہ عملہ میں سے کسی کو بھی کہیں منتقل نہیں کیا جا رہا ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) ایسی کوئی تجویز پنجاب حکومت کے زیر غور نہیں ہے۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

محکمہ واٹر مینجمنٹ لاہور میں راڈ مین کے لئے بھرتی کی تفصیل

455 محترمہ انجم سلطانہ: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ واٹر مینجمنٹ لاہور میں راڈ مین بھرتی کرنے کے لئے DCO آفس لاہور میں درخواستیں طلب کر کے 06-01-03 کو انٹرویو لئے گئے اور بھرتی کی گئی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سیٹیں زیادہ اور امیدوار کم رہے اور ان میں دو نوجوانوں محمد بلال لطیف اور محمد ابرار لطیف جو کہ ایف ایس سی پاس ہیں درخواستیں دیں، انٹرویو دیئے اور میرٹ پر پورا اترنے کے باوجود ان کو بھرتی نہیں کیا گیا ہے جبکہ مطلوبہ تعلیمی معیار میٹرک تھا۔ میرٹ لسٹ فراہم کی جائے اور کس کس کو بھرتی کیا گیا ہے جن کو بھرتی نہیں کیا گیا وجوہات بیان کی جائیں بھرتی کے لئے میرٹ کیوں نہیں بنایا گیا وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر زراعت:

(الف) ہاں یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست نہیں ہے کہ راڈ مین کی بھرتی کے لئے سیٹیں زیادہ اور امیدوار کم تھے کیونکہ 5 سیٹوں پر 19 امیدواروں نے درخواستیں جمع کروائیں جن میں سے 17 امیدوار انٹرویو کے لئے حاضر ہوئے۔ مذکورہ دونوں امیدواروں کو میرٹ پر پورا اترنے کے بعد بھرتی کر لیا گیا ہے اور ان کی تعیناتی بھی کر دی گئی ہے۔ راڈ مین کے لئے مجوزہ تعلیمی معیار پڑھا لکھا ہے۔ تمام امیدواروں کو مکمل طور پر میرٹ پر بھرتی کیا گیا ہے۔ ضلعی ریکروٹمنٹ کمیٹی کے اجلاس کی کارروائی مع میرٹ لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

محکمہ واٹر مینجمنٹ میں بھرتی کی لسٹ اور تعیناتی لیٹرز کا اجراء

456 محترمہ انجم سلطانہ: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ واٹر مینجمنٹ لاہور میں بھرتی کے لئے لسٹ فائنل کر دی گئی ہے اور لسٹ میں راڈ مین بھی شامل ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ابھی تک باضابطہ طور پر لسٹ آویزاں نہیں کی گئی ہے اس کی کیا وجوہات ہیں؟

(ج) مذکورہ لسٹ کب تک لگائی جائے گی اور تعیناتی لیٹر کب جاری کئے جائیں گے؟

وزیر زراعت:

(الف) جی ہاں۔ لسٹ فائنل کر دی گئی ہے اور راڈ مین بھی لسٹ میں شامل ہیں۔

(ب) یہ درست نہیں ہے بلکہ ریکروٹمنٹ کمیٹی سے منظوری کے بعد کامیاب امیدواران کی لسٹ مقررہ وقت پر آویزاں کر دی گئی تھی۔

(ج) کامیاب امیدواران کی لسٹ آویزاں کر دی گئی تھی اور ابھی تک نوٹس بورڈ پر چسپاں ہے اور کامیاب امیدواران کے تعیناتی لیٹر جاری کر دیئے گئے ہیں۔

زرعی توسیع کے شعبہ میں خواتین ورکرز کی تعداد و تفصیل

474 محترمہ شاہین عتیق الرحمن: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

زرعی توسیع کے شعبے میں خواتین ورکرز، کی تعداد کیا ہے، کون سے اضلاع میں ان کی تعیناتی کی گئی ہے، انہیں تفویض کردہ کام کی نوعیت کیا ہے، نیز جنوری 2005 سے آج تک انہوں نے کتنی دیہی خواتین کو ٹریننگ دی ہے؟

وزیر زراعت:

اس وقت محکمہ زراعت شعبہ توسیع پنجاب میں چار خواتین بطور زراعت آفیسر تعینات ہیں ان میں سے ایک خاتون بطور زراعت آفیسر دفتر ڈائریکٹر زراعت (اطلاعات) پنجاب لاہور کے دفتر سے جاری ہونے والے پندرہ روزہ "زراعت نامہ" کی مدیر ہے اور اس کی ڈیوٹی کی نوعیت اس طرح کی نہیں کہ وہ دیہی خواتین کو ٹریننگ دے سکے۔ فی الحال خواتین کی تربیت کے لئے فیلڈ میں کوئی علیحدہ شعبہ نہ ہے بلکہ فیلڈ میں گاؤں کی سطح پر جب ٹریننگ ہوتی ہے تو کاشتکار مردوں کے ساتھ ساتھ خواتین بھی اپنی مرضی سے ان ٹریننگ پروگراموں میں شرکت کر سکتی ہیں۔ باقی تین خواتین آفیسر جو کہ اپریل 2006 میں پراجیکٹ بنام "پھل و سبزیات ترقیاتی منصوبہ توسیع پنجاب" میں کنٹریکٹ کی بنیاد پر بھرتی ہوئی ہیں جن میں سے دو خواتین زراعت آفیسر کو لاہور میں جبکہ ایک خاتون کو راولپنڈی میں تعینات کیا گیا ہے۔ یہ خواتین زراعت آفیسر پہلے سال خود ویجیٹیبل ٹنل ٹیکنالوجی اور بہتر پیداواری ٹیکنالوجی برائے سبزیات کی تربیت حاصل کر رہی ہیں۔ ایک سالہ ٹریننگ مکمل کرنے کے بعد یہ خواتین سبزیات کے بارے میں فارمر فیلڈ سکول بھی چلائیں گی جن میں دلچسپی رکھنے والے کاشتکار مرد حضرات اور خواتین بلا امتیاز حصہ لے سکیں گے۔ مزید برآں پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے

ایکBarani Village Development Projectچلایا گیا جس میں دیہی خواتین کو اچار، مربے، چٹنیاں، سکواش اور مشروبات بنانے کی تربیت دی گئی، اس کے علاوہ انہیں کیڑوں مکوڑوں سے پاک غلہ سٹور کرنے اور اچھا بیج تیار کرنے کی تربیت بھی دی گئی۔ اس کا انتظام و انصرام (Agency for Barani Agriculture Development Project)کے پاس ہے اور اس کو پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ براہ راست کنٹرول کرتا ہے جبکہ محکمہ زراعت (توسیع) ٹیکنیکل رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ اس منصوبے کے تحت بارانی علاقہ کے چار اضلاع میں جنوری2005تا اپریل2006 دیہی خواتین کو مختلف کورسوں میں تربیت دی گئی ہے جس کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

دفتر ڈی جی زراعت لاہور میں جونیئر کلرکس کی بھرتی سے متعلقہ تفصیل

477 محترمہ انجم سلطانہ: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈائریکٹر جنرل، زراعت (فیلڈ) پنجاب 21 ڈیوس روڈ ایگریکلچر ہاؤس لاہور میں جونیئر کلرک کی درخواستیں طلب کی گئیں اور ٹیسٹ / انٹرویو وغیرہ بھی لئے گئے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ میرٹ کو نظر انداز کرکے بھرتیاں کی گئیں، جس طرح ایف ایس سی پاس کمپیوٹر ڈپلومہ ہولڈر نوجوان محمد ابرار لطیف ولد محمد لطیف کو بھی فائنل ہونے کے بعد نظر انداز کرکے تعینات نہیں کیا گیا ہے، وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر زراعت:

(الف) جی ہاں یہ درست ہے کہ 06-03-27 بروز پیر زیر دستخطی کے دفتر میں جونیئر کلرک کی 5 خالی اسامیوں کے لئے امیدواروں کے ٹیسٹ و انٹرویو لئے گئے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ میرٹ کو نظر انداز کرکے بھرتیاں کی گئیں۔ مذکورہ امیدوار، جونیئر کلرک کی اسامی کے لئے لازمی امتحان برائے ٹائپنگ، مقررہ رفتار سے پاس نہ کر سکنے کی وجہ سے بھرتی نہ کیا گیا، کیونکہ مذکورہ امیدوار کیtyping speedصرف10الفاظ فی

منٹ تھی جبکہ مطلوبہ معیار25 الفاظ فی منٹ تھا۔مذکورہ امیدوار کی کارکردگی یعنی test sheet کی نقل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

اوکاڑہ میں محکمہ زراعت میں مڈل پاس نوجوان کو بیلدار بھرتی نہ کرنے کی وجوہات

492 محترمہ انجم سلطانہ: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ زراعت اوکاڑہ (توسیع) ڈسٹرکٹ زراعت آفیسر کے پاس بیلدار (خواندہ) کی بھرتی کے لئے درخواستیں طلب کی گئی تھیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ میرٹ پر پورا اترنے والے نوجوان مڈل پاس محمد اظہار لطیف ولد محمد لطیف کو نظر انداز کر کے تعینات نہیں کیا گیا ہے وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر زراعت:

(الف) جی ہاں یہ درست ہے کہ بھرتی پالیسی کے تحت ڈسٹرکٹ آفیسر زراعت (توسیع) اوکاڑہ کی طرف سے بیلدار کی اسامی کے لئے بذریعہ اخباری اشتہار درخواستیں طلب کی گئی تھیں۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔محمد اظہار لطیف مڈل پاس تھا جبکہ میرٹ کی بنیاد پر ریکروٹمنٹ کمیٹی نے اصغر علی ولد محمد اسحاق موضع بونگی طاہر ڈاکخانہ بصیر پور تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ کو بطور بیلدار بھرتی کیا ہے جس کی تعلیمی قابلیت میٹرک (سیکنڈ ڈویژن) اور سی کام (سیکنڈ ڈویژن) تھی۔بھرتی امور سے متعلق میرٹ لسٹ، اخباری اشتہار اور درخواستوں کی فوٹو کاپیاں ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

پنجاب سیڈ کارپوریشن میں نوجوان کو جونیئر کلرک بھرتی نہ کرنے کی وجوہات

*494 محترمہ انجم سلطانہ: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب سیڈ کارپوریشن 4 لٹن روڈ لاہور کے آفس میں جونیئر کلرک کی بھرتی کے لئے درخواستیں طلب کی گئی تھیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محمد بلال لطیف ولد محمد لطیف حجرہ شاہ مقیم ضلع اوکاڑہ ایف ایس سی پاس کمپیوٹر ڈپلومہ ہولڈر ہے، میرٹ پر پورا اترنے کے باوجود اس کو

بھرتی نہیں کیا گیا ہے وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر زراعت:

(الف) پنجاب سیڈ کارپوریشن میں جونیئر کلرک کی بھرتی کے لئے درخواستیں طلب کی گئی تھیں لیکن محمد بلال لطیف ولد محمد لطیف، حجرہ شاہ مقیم ضلع اوکاڑہ جس کی درخواست براہ راست موصول نہیں ہوئی تھی بلکہ محترمہ مسز انجم خالد صاحبہ نے بھجوائی تھی جو پنجاب سیڈ کارپوریشن کے دفتر مورخہ 06-04-27 کو موصول ہوئی جبکہ ریکروٹمنٹ پراسیس مکمل ہو چکا تھا۔ درخواستیں داخل کروانے کی آخری تاریخ 2006-03-03 تھی اور جونیئر کلرک کے انٹرویو کی آخری تاریخ 06-04-24 تھی۔ درخواست کی فوٹو کاپی، اشتہار اور انٹرویو کا شیڈول ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

(ب) جواب کی ضرورت نہ ہے۔

جناب سپیکر: آج کوئی تحریک استحقاق نہیں ہے۔۔۔

پوائنٹ آف آرڈر

قائد حزب اختلاف: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ایمنسٹی انٹرنیشنل ادارہ کی رپورٹ میں پنجاب حکومت کو سب سے زیادہ کرپٹ قرار دینا

قائد حزب اختلاف: شکریہ۔ جناب سپیکر! کل آپ نے یہاں پر کہا تھا کہ پنجاب کی بات کی جائے تو میں آج افسوس سے کہنا چاہوں گا کہ کل وزیر اعلیٰ صاحب نے بڑے بلند و بانگ دعوے کئے کہ ہم جنرل مشرف کی تمام پالیسیوں کے ساتھ ہیں۔ آپ نے چند دن پہلے اخبارات میں دیکھا ہو گا کہ رپورٹ چھپی جس میں کہا گیا تھا کہ سب سے زیادہ کرپٹ آج کی حکومت ہے اور آج اخبارات میں لکھا ہے کہ ان کرپٹ حکومتوں میں سے سب سے زیادہ کرپٹ پنجاب حکومت ہے۔ یہ ایمنسٹی انٹرنیشنل کی رپورٹ ہے۔ میں یہ کہنا چاہوں گا کہ یہ وہ پالیسیاں ہیں جو حکومت پنجاب کی ہیں۔ یہ وہ کام ہے جو آج پنجاب میں ہو رہا ہے۔ رمضان کا مہینہ ہے اس کی آمد سے پہلے بڑے بلند و بانگ

دعوے کئے گئے کہ قیمتوں پر کنٹرول کیا جائے گا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ جو مہنگائی کا بم رمضان کے مہینے میں عوام پر پھینکا گیا ہے، میں آپ کی توجہ اس طرف دلانا چاہوں گا[****]

جناب سپیکر: یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف: جناب سپیکر! یہ بات میں نہیں کہہ رہا اور مجھے شرم اس لئے آ رہی ہے کہ ایمنسٹی انٹرنیشنل ادارہ کہہ رہا ہے یہ اس کی رپورٹ ہے جو کہ آج کے اخبارات کے front page پر چھپی ہے کہ آج کی پنجاب حکومت سب سے زیادہ کرپٹ ہے۔ میں چاہوں گا کہ اس پر حکومت اپنی وضاحت کرے؟

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ یہ درست ہے کہ chair کو یہ اختیار حاصل ہے اور رولز permit کرتے ہیں کہ وہ کسی بھی لفظ کو جو غیر پارلیمانی ہو وہ اسے حذف کر سکتی ہے۔ جناب! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ کیا چیئر کو یہ اختیار حاصل ہے کہ جس طرح کل میں نے ایک کتاب کے مصنف کے حوالے سے بات کی تھی کہ انہوں نے اس میں اپنی بچپن کی غلط کاریوں کا ذکر کیا ہے تو آپ نے یہ کہا کہ آپ نے جو بھی آج جتنے الفاظ استعمال کئے سارے کے سارے حذف کئے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: میں نے جو آج نہیں کہا میں نے کہا کہ جب میں آپ کو floor ہی نہیں دے رہا تو جو بھی آپ نے الفاظ کہے میں نے کہا کہ وہ A to Z کارروائی سے حذف کرتا ہوں کیونکہ چیئر جب بات کرنے کی اجازت دے گی تو معزز رکن کو اس وقت ہی بات کرنی چاہئے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اگر چیئر اجازت یا floor نہ دے تو وہ الفاظ تو آن ریکارڈ ہی نہیں آتے۔۔۔

جناب سپیکر: پھر تو اپنی مرضی سے ہر کوئی بات کرے، پھر یہ ہاؤس تو نہ ہوا ناں یہ تو پھر مچھلی منڈی بن جائے گی۔

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ جب چیئر floor نہ دے تو کوئی بھی مقرر جب الفاظ کہے گا تو وہ تو آن ریکارڈ ہی نہیں آتے، ان کو تو حذف کرنے والی صورت ہی نہیں ہوتی لیکن کیا آپ کسی لفظ کی نشاندہی کئے بغیر کہ یہ لفظ یا یہ sentence غیر پارلیمانی ہے یا اس کو میں حذف قرار دیتا ہوں۔ آپ اس طرح سے۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، میں ہمیشہ غیر پارلیمانی الفاظ ہی حذف کرتا ہوں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! لیکن آپ نے کبھی نشان دہی نہیں کی۔ آپ ہمیشہ یہ کہتے ہیں کہ جو کہا ہے unilaterlly آپ کہتے ہیں کہ یہ سارا حذف ہو گیا ہے۔ (اپوزیشن بنچز سے قہقہے)

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ کے ہر فقرے میں کوئی نہ کوئی ایسے الفاظ ہوتے ہیں کہ وہ حذف کرنے پڑتے ہیں۔ (پورے ایوان میں قہقہے)

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میری آپ سے یہ request ہے کہ جو debates چھپی ہیں ان میں میری speeches کے صفحے کے صفحے خالی ہیں اور آگے کاٹے لگے ہوئے ہیں اور میرا یہ version ہے کہ میں نے آج تک کوئی لفظ غیر پارلیمانی استعمال نہیں کیا۔ (نعرہ ہائے تحسین) آپ اس پر کوئی تحقیقاتی کمیٹی بٹھا دیں۔۔۔

جناب سپیکر: میرا version یہ ہے کہ میں نے آج تک غیر پارلیمانی الفاظ کے علاوہ کوئی لفظ کارروائی سے حذف نہیں کیا۔

رانا ثناء اللہ خان: نہیں، جناب سپیکر! اب آپ کل کی بات ہی لے لیں کہ کل کی بات ہے کہ اگر میں ایک کتاب کا مصنف ہوں، میں اپنی کتاب میں خود اپنے متعلق بات لکھتا ہوں تو وہ غیر پارلیمانی کیسے ہوا؟ میری آپ سے request ہے کہ آپ ایک کمیٹی بنا دیں؟

جناب سپیکر: نہیں جب مجھے خود اختیار ہے تو اس پر کمیٹی بنانے کی کیا ضرورت ہے؟

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! آپ اس پر میرا version سن لیں۔ آپ ان چیمبر سن لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں گزارش یہ کرنا چاہتا تھا کہ ابھی معزز قائد حزب اختلاف نے ایک اخباری خبر کا حوالہ دیتے ہوئے یہ فرمایا ہے کہ پنجاب سب سے زیادہ کرپٹ صوبہ ہے۔ مجھے انتہائی ان کا احترام ہے اور میں ان کی خدمت میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ تھوڑی سی پہلے تحقیق کر لیا کریں اور اس کے بعد کوئی بیان فرمایا کریں۔ کل انہوں نے جب اپنی گفتگو کا آغاز فرمایا تو انہوں نے ابتداء ہی میں کہہ دیا کہ چیف منسٹر صاحب نے ایک واقعہ سے متعلق یہ کہا ہے کہ اس قسم کے اور واقعات ہونے چاہئیں جس کا حقیقت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں تھا اور جس کی چیف منسٹر صاحب نے بھی تردید کی۔ اسی طرح آج انہوں نے ابھی پوائنٹ آف آرڈر پر یہ فرمایا کہ ایک اخبار میں چھپا ہے۔ اگر اس خبر کو انہوں نے غور سے پڑھا ہوتا تو اس میں جن محکموں کا ذکر کیا گیا ہے اگر آپ ان کی تفصیل دیکھیں تو اس میں کسٹم کا محکمہ آتا ہے جو پنجاب سے متعلقہ نہیں ہے، اس میں ریلویز آتا ہے جو پنجاب سے متعلقہ نہیں ہے، اس میں بنک آتے ہیں جو پنجاب سے متعلقہ نہیں ہیں اور اس میں Power آتا ہے جو کہ پنجاب سے متعلقہ نہیں ہے اس لئے تھوڑی سی اگر آپ تحقیقات کر لیا کریں اور اس کے بعد بات کریں تو میں سمجھتا ہوں کہ پھر ہم اس کی وضاحت بھی کر سکتے ہیں لیکن آپ جذبات میں آ کر یہ فوری طور پر فرما دیتے ہیں کہ پنجاب سے متعلق categorically اس ادارے سے پوچھا گیا کہ صوبوں کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے تو انہوں نے بغیر کسی تفصیل میں گئے، بغیر کسی محکمہ کی نشاندہی کئے جنرل جواب دے دیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات درست نہیں ہے۔ یہ خبر حقائق پر مبنی نہیں ہے۔ یہ ادارہ کوئی مستند ادارہ نہیں ہے جس نے یہ خبر چھاپی ہے اس لئے میں بلا کسی اعتراض کے یہاں پر آپ کے سامنے اس کی تردید کرتا ہوں اور میں اس خبر کو ایک من گھڑت اور غلط خبر قرار دیتا ہوں جس کا حقائق سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ شکریہ جی۔۔۔

وزیر خوراک: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! دوسرا پہلو جس کے متعلق قائد حزب اختلاف مسٹر قاسم ضیاء صاحب نے آپ کی توجہ دلائی ہے تو مجھے بڑا افسوس ہوا ہے ان کی یہ بات سن کر اور میرا ان سے بڑے احترام کا رشتہ ہے لیکن انہوں نے کہا ہے کہ مہنگائی کے متعلق موجودہ حکومت کوئی کام نہیں کر رہی۔ ہماری حکومت نے عوام کو ریلیف دینے کے لئے اس شعبے میں اتنا کام کیا ہے کہ شاید ہی کسی حکومت نے اس سے پہلے کیا ہو۔ 2۔ ارب 33 کروڑ روپے کی سبسڈی سستا راشن سکیم کے طور پر وزیر اعلیٰ نے

اعلان کیا ہے اور اس پر عملدرآمد شروع ہو گیا ہے اور اربوں روپے کی سبسڈی یوٹیلٹی سٹور کی شکل میں وزیر اعظم پاکستان دے رہے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ مہنگائی کے لئے حکومت کوئی کام نہیں کر رہی۔

جناب سپیکر! دو ہی طریقے ہوتے ہیں ڈیمانڈ اور سپلائی کو meet کرنے کے لئے کہ کم آمدنی والے طبقہ کو کچھ ریلیف دیا جائے تو اس ریلیف دینے میں ہماری حکومت پنجاب اور حکومت پاکستان بہترین کام کر رہی ہیں اور اس کے علاوہ مجسٹریٹ کے پہلے اختیارات نہیں تھے وہ بھی انہیں دے کر منافع خوری کرنے والوں کو کیفر کردار تک پہنچایا جا رہا ہے اس لئے this must be on record کہ ہم اس کے لئے کام کر رہے ہیں۔ شکریہ

جناب سمیع اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، سمیع اللہ خان صاحب!

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! جس طرح دو سینئر وزراء حضرات نے اپوزیشن لیڈر کی بات کی وضاحت کی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ جہاں تک چودھری اقبال صاحب کا تعلق ہے مہنگائی کے حوالے سے تو یہ طے بھی ہوا تھا آپ کے چیمبر میں ایک دن مہنگائی کے حوالے سے میٹنگ رکھیں گے جہاں یہ اپنی کارکردگی بتائیں اور ہم عوام کے نقطہ نظر کو میٹنگ میں سامنے رکھیں گے اور اب انہوں نے اس حوالے سے بات کی ہے تو اگر ایک دن بحث کے لئے رکھیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، بالکل رکھیں گے۔

جناب سمیع اللہ خان: مہنگائی کے حوالے سے پنجاب کے عوام کے نقطہ نظر پر بات کریں گے۔

جہاں تک راجہ بشارت صاحب کی بات کا تعلق ہے تو (ق) لیگ کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات کا ٹرانسپیرنسی انٹرنیشنل کی کرپشن کے حوالے سے رپورٹ پر ان کی پارٹی کا موقف ہے کہ اس کو انہوں نے یہ نہیں کہا کہ یہ کوئی غیر ذمہ دارانہ رپورٹ ہے اور اس رپورٹ میں بڑا واضح طور پر صرف کمنٹ نہیں ہے بلکہ وہاں یہ پوچھا گیا جہاں وہ مختلف کرپشن کی کیٹیگری کر رہے تھے، مختلف ادوار کی کر رہے تھے۔ جب صوبوں کی بات آئی تو اس میں پوچھا گیا، میں اخباری تراشے کی نہیں بلکہ رپورٹ کی بات کر رہا ہوں۔ رپورٹ میں یہ ہے کہ چاروں صوبوں میں سے کون سی حکومت سب سے زیادہ کرپٹ ہے۔ اس میں ہم نے نہیں کہا وہ اسی رپورٹ جس کو آپ کے

مرکزی سیکرٹری اطلاعات (ق) نے defend کیا ہے، اسی میں ہے کہ چاروں صوبوں میں سب سے زیادہ کرپٹ حکومت camparison کسی پچھلی حکومت سے نہیں ہے۔ موجودہ چاروں صوبائی حکومتوں کا camparison ہے تو اس رپورٹ میں یہ واضح طور پر ہے کہ اس وقت ملک میں چاروں صوبائی حکومتیں کام کر رہی ہیں تو پنجاب حکومت ان میں سب سے زیادہ کرپٹ ہے---

جناب سپیکر: وہ تو لاء منسٹر نے بتا دیا ہے کہ وہ رپورٹ کسی مستند ادارے کی نہیں ہے۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! اگر یہ اس کی کوئی وضاحت کرتے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس حوالے سے تو ٹھیک تھا لیکن یہ کہہ دینا کہ یہ صرف اخباری کمنٹ ہے، وہ باقاعدہ رپورٹ ہے اور اس میں پنجاب حکومت کو سب سے زیادہ کرپٹ حکومت قرار دیا گیا ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں اور یہ پہلی تحریک التوائے کار نمبر 581 رانا آفتاب احمد خان صاحب، جناب سمیع اللہ خان صاحب اور چودھری اعجاز احمد سماں صاحب کی طرف سے ہے۔ جی، سمیع اللہ صاحب!

وزیر اعلیٰ کے حکم کے باوجود سٹاف نرسز کو سکیل 16 کا نہ دیا جانا

جناب سمیع اللہ خان: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے عرصہ چھ ماہ پہلے مورخہ یکم فروری 2006 کو صوبہ ہذا کی تمام سٹاف نرسز کو گریڈ 16 دینے کا اعلان کیا۔ جس کا باقاعدہ نوٹیفکیشن نمبر SO(ND)3-1-2004، مورخہ یکم فروری 2006 کو کیا گیا اور عرصہ چھ ماہ گزر جانے کے باوجود حکومت کے ان احکامات کی تکمیل میں ابھی تک لاہور کے تمام بڑے ہسپتالوں جن میں گنگا رام، میو، جنرل، سروسز اور جناح ہسپتال وغیرہ شامل ہیں، ابھی تک کسی بھی چارج نرس کو گریڈ 16 نہ دیا گیا بلکہ مئی 2006 کی تنخواہ بھی گریڈ 14 کے تحت دی گئی۔ لاہور کے تمام مذکورہ ہسپتالوں کو محکمہ کی طرف سے کوئی فنڈز اس مد میں جاری نہ کئے گئے ہیں۔ اگر جاری کئے گئے ہیں تو ان کی تفصیل بتائی جائے، کب کتنے فنڈز، کس تاریخ کو کس ہسپتال کو جاری کئے گئے۔ لاہور کے تمام بڑے ہسپتال کے سربراہان نے وزیر اعلیٰ کا حکم

ماننے سے انکار کر دیا ہے۔ مذکورہ ہسپتال کی نرسز کو چھ ماہ گزر جانے کے باوجود گریڈ 16 نہ دینے کی وجوہات کیا ہیں جس کی وجہ سے مذکورہ ہسپتالوں کی سٹاف نرسز میں شدید بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

شیخ اعجاز احمد: پوائنٹ آف آرڈر

جناب سپیکر: محترمہ! شیخ اعجاز صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! کل پارلیمانی سیکرٹری نے احسان اللہ وقاص صاحب کے جواب میں on the floor of the House یہ کہا تھا کہ میں آئندہ کبھی بھی ہیلتھ منسٹری کے حوالے سے کوئی سوال ہو گا یا تحریک التوائے کار ہو گی میں قطعاً اُس کا جواب نہیں دوں گی۔ آج انہوں نے یہ کہا ہے کہ میں جواب دینا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: آج انہوں نے کہا کہ میں جواب دینا چاہ رہی ہوں کل انہوں نے مناسب نہیں سمجھا آج وہ جواب دے رہی ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! ان ممبر کا ENT کا چیک اپ کروایا جائے۔ کان لگتا ہے کہ خراب ہیں اور دماغ تو ویسے ہی اللہ تعالیٰ نے دیا ہی نہیں۔ میں نے صرف احسان اللہ وقاص صاحب کے حوالے سے کہا تھا کہ ان کے کسی سوال کا جواب نہیں دینا۔ یہ اسمبلی میں کیا کرنے آتے ہیں ان کے کان کام کرتے ہیں نہ دماغ کام کرتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ جواب دیں، چلنے دیں، پلیز۔۔۔

جناب سمیع اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! یہ شفقت انہوں نے سید احسان اللہ صاحب پر فرمائی ہے کیا یہ مجھ پر بھی یہ فرما سکتی ہیں؟

جناب سپیکر: جی، محترمہ! فرمائیں، آپ کیا کہنا چاہتی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! اتنی ڈرپوک اپوزیشن بٹھائی ہوئی ہے کہ خواتین سے ڈرتے ہیں انہوں نے کیا کام کرنا ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ جواب دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! یہ پہلی دفعہ وزیراعلیٰ پنجاب کی مہربانی ہے کہ نرسز جو گریڈ 14 میں تھیں ان کو گریڈ 16 دیا گیا ہے۔ معزز ممبر کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ گنگا رام ہسپتال اور جناح ہسپتال میں دوبارہ جائیں، یہ تو نہیں کہ زبان سے کہا اور فوری طور پر الہ دین کا چراغ اس کو رگڑا دیا اور ہو گیا۔ یہ کیس پہلے فنانس میں جاتا ہے پھر سارے process سے گزرنے کے بعد approve ہوتا ہے۔ یہ فنانس سے approve ہو چکا ہے اور last month سے تنخواہیں جاری ہو چکی ہیں۔ معزز ممبر جناح ہسپتال جائیں اور گنگا رام ہسپتال جائیں ان کو پتا چل جائے گا کیونکہ نوٹیفکیشن بھی last month ہوا ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، خان صاحب! میرا خیال ہے کہ کافی تسلی بخش جواب آگیا ہے اب ضرورت نہیں ہے۔ (قہقہے)

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! یہ آپ کی observation ہے اور آپ نے چونکہ feel کر لیا ہے کہ تسلی بخش جواب ہے تو اس کے بعد یقینی بات ہے کہ میں اس کو press نہیں کروں گا۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! بڑے افسوس کی بات ہے کہ محکمہ ہیلتھ اتنا responsible ہے جس سے پورے پنجاب کی صحت وابستہ ہے لیکن مجھے سمجھ نہیں آتی کہ محترمہ جو ہیں، خواتین کو اسمبلیوں میں لانے کا مقصد یہ نہیں ہے، جس طرح انہوں نے ابھی کہا کہ پوری اپوزیشن کا دماغ ٹھیک نہیں ہے تو کوئی کلاشنکوفیں ایسی ہیں جو بغیر گولیوں کے چلتی ہیں اور ان گولیوں سے بچنے کے لئے کوئی بھی بیچارہ، میں سمجھتی ہوں کہ جو عقل والے لوگ ہیں وہ اس سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں تو محترمہ سے کہیں کہ بات کرنے سے پہلے ذرا reasonable طریقے سے بات کیا کریں۔ یہ مہذب عورتوں کا ایوان میں بات کرنے کا طریقہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، اگلے ہیں سید احسان اللہ وقاص، ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب ارشد محمود بگو، جناب محمد وقاص، چودھری محمد شوکت یہ نمبر 612 ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! 612 کا جواب Call Attention Notice کل میں دیا جا چکا ہے۔ لہذا اس کو dispose of فرما دیں۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں بھی یہ کہنے والا تھا۔ میں آپ کی وساطت سے اور آپ سے بھی گزارش کرتا ہوں کہ میرے پاس پورا پلندا پڑا ہے جو سیکرٹریٹ نے ہماری تحریک التوائے کار، ہماری قرار دادیں اور ہمارے سوال چھوٹے چھوٹے معمولی اعتراضات لگا کر واپس کئے ہیں تو میں آپ سے یہ درخواست کروں گا کہ ایک ہی topic ایک میں توجہ دلاؤ نوٹس ہے وہ جمع ہوا ہے اس کے بعد تحریک التوائے کار سیکرٹریٹ نے دونوں ایک ہی وقت جاری کر دی ہیں۔ جو ہمارے جائز معاملات ہوتے ہیں ان کو یہ مہربانی کیا کریں ذرا نرم رویہ رکھا کریں۔

جناب سپیکر: یہ admit تو ہوئی ہیں لیکن اپنی باری پر ہی آئیں گی ناں۔

جناب ارشد محمود بگو: نہیں، جناب سپیکر! یہ بعض دفعہ ہماری تحریک التوائے کار واپس کر دیتے ہیں کہ اس topic پر پہلے یہاں تحریک التوائے کار یا توجہ دلاؤ نوٹس پر بات ہو چکی ہے۔ میری درخواست یہ ہے کہ اپوزیشن کے معاملے میں، تھوڑا سا سیکرٹریٹ کو کہیں کہ قانون اور ٹیکنکلٹیز کا ہتھوڑا ذرا کم چلایا کریں، مہربانی۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اگلے ہیں شیخ اعجاز احمد!۔۔۔

راجہ ریاض احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! ایک سڑک فیصل آباد سے لاہور کے لئے C&W نے لکھا ہے کہ لاہور، شیخوپورہ، فیصل آباد دو رویہ سڑک پر سفر کرنے والی تمام گاڑیوں کو یکم اکتوبر 2006 سے درج ذیل نئے نرخوں کے مطابق ٹول ٹیکس ادا کرنا پڑے گا۔ یہ یکم اکتوبر سے رمضان کے مہینے میں انہوں نے پھر ایک دفعہ محکمہ C&W نے ٹول ٹیکس کا ریٹ بڑھایا ہے اور اس طرح بڑھایا ہے کہ کار کے لئے -/75 روپے، ویگن کے لئے -/140 روپے، بڑی بس کے لئے -/220 روپے، ٹرک کے لئے -/250 روپے، بڑے ٹرک کے لئے -/290 روپے اور ٹرالا کے لئے -/440 روپے کر دیئے

ہیں۔ میری گزارش ہے کہ فیصل آباد اور لاہور کے درمیان یہ جو نئی سڑک بنی ہے اس پر انڈسٹری کا سارا لوڈ ہے اور انڈسٹری کا سارا کاروبار اس سڑک سے related ہے تو میری یہ گزارش ہے کہ اس کا نوٹس لیا جائے اور میری آپ سے گزارش ہے آپ کا بھی تعلق فیصل آباد سے ہے۔

جناب سپیکر: آپ منسٹر C&W سے بات کر لیں۔

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! میری بات سن لیں، یہ میرا کوئی ذاتی مسئلہ تو نہیں ہے یہ ریٹ سال میں دو تین دفعہ بڑھ چکے ہیں اگر آپ فیصل آباد کی بہتری کے لئے چاہتے ہیں تو آپ کا بھی اتنا ہی فرض بنتا ہے۔

جناب سپیکر: آپ منسٹر C&W کے پاس تشریف لے جائیں تاکہ آپ کا مسئلہ solve ہو جائے۔

راجہ ریاض احمد: جناب! آپ بڑے ذمہ دار عہدے پر ہیں آپ فیصل آباد سے تعلق رکھتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، بالکل اسی لئے میں یہ کہہ رہا ہوں کہ آپ منسٹر C&W سے مل لیں۔

راجہ ریاض احمد: جناب! میں آپ سے گزارش کر رہا ہوں کہ آپ اس پر serious نوٹس لیں اور مہربانی کریں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں بہت ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ یہ جو فاضل رکن نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس میں اضافہ کیا گیا ہے یہ سڑک ایک پاکستان کا پہلا BOT regime کا پراجیکٹ ہے جس میں BOT کے تحت یہ سڑک بنائی گئی ہے اور اس پر ایک پنجاب گورنمنٹ اور کمپنیز کے درمیان contract sign کیا گیا۔ وہ جو contract سائن کیا گیا ہے اس کے تحت جو انہوں نے لینا ہے پچیس سال تک ٹیکس اس سے یہ exceed نہیں کیا گیا اس کے بارے میں اگر آپ حکم صادر فرمائیں گے تو مجھے ایک دو دن کی مہلت دے دیں میں وہ چارٹ آپ کی خدمت میں پیش کر دوں گا تو آپ اس کی وضاحت فرما دینا۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

محترمہ نشاط افزا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ نشاط افزا: جناب سپیکر! آپ کی مہربانی، شکر ہے آپ نے ادھر دیکھا ہے۔ (قہقہے)

یوں تو سید بھی ہو مرزا بھی افغاں بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو بتاؤ کہ مسلماں بھی ہو

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ یہ ملک ہمارا اسلامی جمہوریہ پاکستان کے نام سے جانا جاتا ہے۔ آپ مجھے تھوڑا سا ٹائم ضرور دیں۔ بحیثیت مسلمان ہمارا یہ عقیدہ اور ایمان ہے کہ رمضان المبارک بارہ مہینوں میں سب سے افضل اور قابل فضیلت ہے۔ میری سمجھ سے یہ بالاتر ہے کہ اس وقت کی حکومت تین تین مہینے اپنی حکومت کو استحکام دینے کے لئے سرگرداں رہتے ہیں پچھلے سال بھی یہی ہوا تھا اور جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو یہ اجلاس رکھ کر بیٹھ جاتے ہیں۔ اب یہ دیکھیں کہ اس مہینے کی عبادات کی اتنی فضیلت ہے کہ یکسوئی سے عبادت کی جائے۔ یہ لوگ تو بخشے ہوئے ہیں اور یہ رہتے بھی جنت میں ہیں اللہ کا فضل ہے ان پر ان کو ضرورت نہیں ہے لیکن ہم جیسے گنہگاروں کو عبادت کی بھی ضرورت ہے، روزہ رکھنا ہوتا ہے اور بچوں کو، میاں کو اور سب کو روزہ رکھوانا ہوتا ہے اور افطاری کا اہتمام کرنا ہوتا ہے تو مجھے یہ بتایا جائے کہ آخر اس مہینے میں اجلاس بلانے کی کیا وجہ ہے؟ میری سمجھ سے بالاتر ہے کہ یہ کیوں اس مہینے میں اجلاس رکھتے ہیں۔ دیکھیں جی، ہم آپس میں توں توں، میں میں، چپقلشیں اور تلخ کلامیاں ایک دوسرے کے ساتھ کر رہے ہیں جو کہ ماہ رمضان کے احترام کے خلاف ہے۔ میں آپ سے گزارش کرتی ہوں کہ ارباب اختیار کو کہا جائے کہ یہ جو اجلاس ہے اسے مؤخر کر کے عید کے بعد رکھا جائے اور رمضان کی فضیلت میں فرق آ رہا ہے اور یہاں ایک دوسرے سے تلخ کلامیاں ہو رہی ہیں۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ شیخ اعجاز احمد صاحب! تحریک التوائے کار نمبر 623۔

شیخ اعجاز احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! ہم مسلمان ہیں۔ ہمیں اپنی اسلامی تاریخ سے awareness ہے۔ 17 رمضان المبارک کو جنگ بدر ہوئی، رسول اکرم ﷺ اور تمام مجاہدین نے وہ جنگ لڑی تھی۔ روزہ جفاکشی کا نام ہے، روزہ نفس کو مارنے کا نام ہے، روزہ سونے کا یا آرام کرنے کا نام نہیں ہے۔ ہم تو رسول اللہ ﷺ کی تقلید کرتے ہیں۔ کیا روزہ رکھنے کا یہ مقصد ہے کہ سحری

کھائی اور سو گئے؟ عبادات پلس انسانی خدمت، اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ یہ فعل پسند ہے۔اس کے 70ہزار فرشتے ہیں جو اس کی عبادت کر رہے ہیں۔انسان کو پیدا کیا گیا ہے کہ وہ انسانی خدمت کرے۔ اسے دنیا میں خلیفہ بنا کر بھیجا گیا ہے۔اللہ تعالیٰ کہہ رہا ہے کہ سب سے زیادہ پسندیدہ وہ میرا بندہ ہے جو میرے بندوں کا کام کرتا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: بی بی! شکریہ

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: اسلام کو جانیں اور پڑھیں اور اپنے اوپرapplyکریں، جھوٹ مت بولیں۔الحمد للہ رمضان میں اجلاس بلانے کا مطلب یہی ہے کہ ان روایات کو زندہ کرنا اور رسول اللہ ﷺ کے نقش قدم پر چلنا۔ ہم روزہ دار بھی ہیں اور عوام کے کام بھی کرتے ہیں۔ شکریہ

محترمہ نشاط افزاء: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ کافی ہو گیا ہے۔اب چلنے دیں۔جی، شیخ اعجاز احمد صاحب!

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! شکریہ۔یہ ابھی جو ڈاکٹر صاحبہ فرما رہی تھیں تو میری ایک تجویز ہے۔

جناب سپیکر: آپ اپنی تحریک پڑھیں۔

شیخ اعجاز احمد: جس طرح انھوں نے پہلے بڑا تسلی بخش جواب دیا تھا۔ان کو کیو ٹی وی پر کوئی اسلامی پروگرام لے کر دیا جائے کیونکہ یہ ماشاء اللہ بڑا اچھا وعظ کر لیتی ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: میں تو حاضر ہوں۔آپ کافر ہیں، آپ اسلام سیکھیں۔(قہقہے)

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! اس میں میری جو تحریک التوائے کار ہے اس کا نمبر 623 ہے۔اس سے پہلے میں صرف ایک منٹ کے لئے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں۔اگر آپ ہاؤسin orderفرما لیں تو میں گزارش کر لوں۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔آپ اپنی تحریک پڑھیں ناں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں نے صرف ایک بات کرنی ہے اس سےrelevantجو پہلے ہوئی ہے کہ راجہ ریاض صاحب نے جس طرف اشارہ کیا ہے یہ نئی ریٹ لسٹ میرے پاس موجود ہے۔کسی بھی گورنمنٹ کاgood governanceکا جو تصور ہوتا ہے، سڑکیں دینا، صحت عامہ کے مسائل اور ملازمتیں دینا و دیگر معاملات۔۔۔

جناب سپیکر: اس پر تو بات ہو گئی ہے۔ ابھی سی اینڈ ڈبلیو منسٹر کی طرف سے detail آ جائے گی۔ پھر دیکھ لیں گے۔ اس وقت آپ اپنی تحریک التوائے کار کو پڑھیں۔

جنرل بس سٹینڈ فیصل آباد کی تعمیر سست روی کا شکار

شیخ اعجاز احمد: جی، ٹھیک ہے۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ جنرل بس سٹینڈ فیصل آباد کی نئے سرے سے تعمیر انتہائی سست روی اور بے اعتنائی سے گزشتہ ڈیڑھ دو سالوں سے ہو رہی ہے اور تعمیراتی کام کی سست روی کی وجہ سے نہ صرف گاڑیوں کی پارکنگ کا مسئلہ ایک گھمبیر صورت اختیار کر چکا ہے بلکہ دوسرے شہروں کو جانے والے مسافروں کو بھی شدید قسم کی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے اور بارش کے دنوں میں تو جنرل بس سٹینڈ ایک تالاب اور جھیل کا منظر پیش کر رہا ہوتا ہے جس کی وجہ سے یہاں داخل ہونا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے اور اس پر مستزاد یہ کہ سڑک کنارے کھڑے مسافروں کو سوار کرنے والی گاڑیوں کا پولیس نہ صرف چالان کرتی ہے بلکہ ایسی گاڑیوں کو اکثر و بیشتر بند بھی کر دیا جاتا ہے جس سے نہ صرف ٹرانسپورٹرز پریشان ہیں بلکہ مسافروں میں بھی پولیس کے اس رویہ اور جنرل بس سٹینڈ کی تعمیر میں سست روی کے ذمہ دار حکام کے خلاف شدید غم و غصہ اور بے چینی پائی جاتی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! شکریہ۔ جیسا کہ آپ نے تحریک التوائے کار کے contents پر اندازہ فرمایا ہو گا کہ اس تحریک التوائے کار کے دو حصے ہیں۔ ایک محکمہ لوکل گورنمنٹ سے متعلقہ ہے جو بس سٹینڈ کی تعمیر سے متعلقہ ہے اور دوسرا بسوں کے چالان کرنے کے حوالے سے ہے جو کہ محکمہ پولیس سے متعلقہ ہے۔ یہ تحریک التوائے کار غیر دانستہ طور پر سیکرٹریٹ کی طرف سے ہوم ڈیپارٹمنٹ کو چلی گئی تھی اور حکومت ڈیپارٹمنٹ نے چالان کی حد تک جواب دیا ہے جو میں آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جن خدشات کا معزز رکن نے ذکر کیا ہے وہ درست ہیں کہ بارش کے دنوں میں جب بسیں سڑک پر آ کر کھڑی ہوتی ہیں تو پولیس ان کے چالان کرتی ہے اور اس بات کو پولیس کے وہاں پر جو افسران ہیں انھوں نے تسلیم کیا ہے لیکن انہیں بس

سٹینڈ کی جو خصوصی صورتحال ہے اس کو مدنظر رکھتے ہوئے اور اس تحریک التوائے کار کے آنے کے بعد ہدایت کی گئی ہے کہ جب تک بس سٹینڈ مکمل نہیں ہو جاتا وہ اس وقت تک بسوں کے چالان کرنے میں تھوڑی سی نرمی کا مظاہرہ کریں کیونکہ بارش کے دنوں میں وہاں پر پانی کھڑا ہو جاتا ہے، بسیں اندر کھڑی نہیں ہو سکتیں اور پھر لامحالہ انہیں سڑک پر کھڑا ہونا پڑتا ہے اس لئے پولیس کو یہ کہا گیا ہے کہ وہ تھوڑا سا نرمی سے کام لیں اور بارش کے دنوں میں وہ چالان نہ کریں۔

جناب سپیکر! دوسرا جہاں تک وہاں پر اڈے کی تعمیر کا تعلق ہے، چونکہ یہ تحریک التوائے کار لوکل گورنمنٹ کو گئی نہیں تھی اس لئے ان کی طرف سے جواب موصول نہیں ہوا لیکن میں معزز رکن کو یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ متعلقہ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کو ہدایت جاری کی جائے گی کہ وہ اس اڈے کو مکمل کرنے کے لئے جلد از جلد اقدامات کریں۔ شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! راجہ بشارت صاحب نے حسب سابق بڑا شاندار اور گول مول جواب دینے کی کوشش کی ہے۔ اس میں گزارش صرف یہ ہے کہ یہ کوئی کسی ممبر کے ذاتی گھر کا مسئلہ نہیں ہے۔ یہ ایک مفاد عامہ کا مسئلہ ہے اور فیصل آباد جو revenue generating میں دوسرا بڑا شہر ہے اور ہم سب کا اس شہر سے تعلق ہے۔ اس جنرل بس سٹینڈ کی انھوں نے یہ بات تسلیم کی ہے کہ جب بارش ہوتی ہے تو بسیں باہر لانا پڑتی ہیں اور ہم نے ان کو کہہ دیا ہے کہ ابھی آپ ذرا نرمی کریں اور محکمہ لوکل گورنمنٹ کا جواب ابھی تک موصول نہیں ہوا۔ آپ ملاحظہ فرمائیں کہ 18۔ جولائی کو میں نے یہ تحریک التوائے کار دی تھی۔

جناب سپیکر: وہ انھوں نے یقین دہانی تو کروا دی ہے کہ لوکل گورنمنٹ کو لکھ دیا جائے گا۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میری گزارش سن لیں۔ راجہ صاحب نے جو یقین دہانی کروائی ہے، میں یہ نہیں کہتا کہ اس جنرل بس سٹینڈ پر کام نہیں ہوگا، یہ کام ہوگا لیکن گزشتہ دو سالوں سے اس میں کبھی ایک اینٹ لگ جاتی ہے، کبھی دو مزدور ادھر ادھر پھرتے نظر آتے ہیں اور سواریوں کا وہاں پر خواتین اور بچوں کا حال یہ ہوتا ہے کہ ان کا باپ جو ہوتا ہے وہ جب گاڑی کا چالان کرنے لگتے ہیں، وہ گاڑی کو دوڑاتے ہیں، وہ کوہستان میں سوار ہو جاتا ہے اور اس کی جو والدہ ہوتی ہے وہ نیو خان میں ہوتی ہے اور بچے جو ہوتے ہیں وہ شبیر برادرز میں ہوتے ہیں۔ یہ وہاں پر حال ہے۔ شہریوں کو سفر کی سہولتیں فراہم کرنا صوبائی حکومت کا یا ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کا مسئلہ ہے۔ آپ سے میں یہ گزارش

کروں گا کہ آپ اس پر مہربانی فرمائیں۔ اس کو اگر آج آپ نے dispose of کر دیا تو یہ مسئلہ پھر وہیں لٹک جائے گا۔ یہ تو میری بڑی genuine بات ہے کہ جب تک لوکل گورنمنٹ کا کوئی جواب نہ آئے۔۔۔

جناب سپیکر: انھوں نے یقین دہانی کرائی ہے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میری گزارش سنیں۔ میں یہاں پر اپنا version رکھنا چاہتا ہوں، فیصلہ چیئر نے کرنا ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ جب تک لوکل گورنمنٹ کا جواب نہ آئے، آپ سوموار یا منگل کے لئے اس کو pending کر دیں۔

جناب سپیکر: جواب آنے کے بعد بھی اس پر ہونا یہ ہے کہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کو لکھنا ہے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! یہ بات نہیں ہے۔ یہ زیادتی ہو گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اتنی محنت کے ساتھ ہم مفاد عامہ کے لئے یہ سارا کرتے ہیں دو دن بعد اس کا جواب آئے اور اس کو آپ pending رکھیں تاکہ محکمہ کے اوپر بھی ایک پریشر رہے تو اس میں کیا حرج ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں گزارش یہ کرتا ہوں کہ معزز رکن میرے خیال میں میری بات سمجھ نہیں پائے۔ میں نے ان کی بات سے اتفاق کیا ہے کہ انھوں نے ایک درست مسئلے کی نشاندہی کی ہے اور تحریک التوائے کار کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ایک مسئلے کی نشاندہی کرنا اور حکومت کا اس پر عملدرآمد کرنا، میں نے اس کی نشاندہی کرنے پر آپ کا شکریہ ادا کیا، مسئلے کو admit کیا اور اس پر آپ کو یقین دلایا کہ پولیس کو ہدایت کی گئی ہے۔ پولیس ان دنوں میں چالان نہیں کرے گی۔ پھر میں نے یہ بھی گزارش کی ہے کہ لوکل گورنمنٹ کو کہا جا رہا ہے کہ اس کو جلد از جلد مکمل کریں۔ جواب آنے کے بعد ہی وہ ہو گا اور آج بھی یہی ہے کہ میں نے یقین دہانی کرائی ہے کہ اس کو جلد مکمل ہونا چاہئے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! چلیں راجہ صاحب نے اگر اس بات پر اس کو اپنی انا کا مسئلہ بنانا ہے کہ اس کو pending نہ کیا جائے۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ انا کا مسئلہ نہیں ہے۔ جواب آنے کے بعد بھی تو یہی ہو گا ناں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! مجھے صرف یہ بتایا جائے کہ یہ جو مسئلہ میں نے کہا ہے کہ دو سال سے اس کی تعمیر سست روی کا شکار ہے۔ اس سڑک پر اس سے حادثات بھی ہوئے ہیں، آپ بھی وہاں سے گزر کر جاتے ہیں۔ وہاں رات دن رش ہوتا ہے جب وہاں سے گاڑیاں نکلتی ہیں۔ مجھے یہ بتا دیں کہ دو سالوں میں ابھی تک تو اس کا کوئی کام نہیں ہوا، اب ان کو کتنا عرصہ درکار ہے اور اس جنرل بس سٹینڈ کی تعمیر کے لئے لوکل گورنمنٹ نے کتنے فنڈز مختص کئے ہیں؟ یہ تو انتہائی relevant بات ہے۔ میں پھر دیکھ لیتا ہوں کہ اس کو press کرنا ہے یا نہیں کرنا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار ہے کوئی سوال تو نہیں ہے کہ میں بتاؤں کہ فنڈز کتنے رکھے گئے ہیں، کب مکمل ہو گا۔ تحریک التوائے کار میں حکومت کی طرف سے صرف یقین دہانی ہوتی ہے اور میں اپنے بھائی کو assurance دے رہا ہوں کہ انھیں ہدایت کی جا رہی ہے کہ اسے جلد از جلد مکمل کریں۔

سرکاری کارروائی

ہنگامی قانون

(جو پیش ہوا)

ہنگامی قانون (ترمیم) یونیورسٹی آف ایجوکیشن لاہور مجریہ 2006

جناب سپیکر: اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔ جی، وزیر قانون صاحب!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I lay the University of Education, Lahore (Amendment) Ordinance 2006 (Ordinance N0. XII of 2006).

MR. SPEAKER: The University of Education, Lahore (Amendment) Ordinance 2006 (Ordinance N0. XII of 2006) has been laid on the table of the House. It is deemed to be a Bill introduced in the House under Rule 91(6) of the Rules of the Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab,1997. It is referred to the Standing Committee on Education with the direction to submit its Report upto 31st October, 2006.

شیخ اعجاز احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب فرمائیے!

کورم کی نشاندہی

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! ہاؤس میں کورم نہیں ہے۔ میں کورم کی نشاندہی کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: کورم کی نشاندہی کی گئی ہے لہذا گنتی کی جائے۔ (گنتی کی گئی)

کورم نہیں ہے۔ پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: دوبارہ گنتی کی جائے۔ (دوبارہ گنتی کی گئی)

کورم نہیں ہے۔ اب اجلاس بروز پیر 10:00 بجے صبح تک ملتوی کیا جاتا ہے۔